جاء الحق وزهق الباطل

ماہنامہ

ضرب حق

سرگودھا

شمارہ نمبر 16

رمضان المبارک ۱۴۳۲ھ، الموافق اگست ۲۰۱۱ء

مدیر

سید محمد سبطین شاہ نقوی

- امام فلاس رحمہ اللہ
- نکاح متعہ حرام ہے!
- اللہ تعالی عرش پر ہے!
- جلسہ استراحت سنت ہے!
- امام ابوحنیفہ، محدثین کی نظر میں!
- محرمات ابدیہ کی عصمت ریزی پر سزا!
- کیا عورت گھر میں اعتکاف کر سکتی ہے؟
- جلسہ استراحت ... مانعین کے دلائل کا علمی محاسبہ



جامعہ امام بخاری اہل حدیث مقام حیات سرگودھا

www.ircpk.com

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

اہلِ حق کون؟

ابنِ جلال دین

علامہ [illegible] دین حنفی [illegible] اہلِ حق اور اہلِ باطل میں فرق، نیز معیارِ حق بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اگر آپ پوچھیں کہ کیا [illegible] آپ صراطِ مستقیم پر گامزن ہیں؟ جب کہ تمام فرقوں اور گروہوں کا یہی دعوی ہے کہ ہم حق پر ہیں، تو میرا جواب یہ ہوگا کہ اس سلسلہ میں زبانی کلامی [illegible] اور ظن وتخمین [illegible] قابل قبول نہیں بلکہ اس امر کی حجت اور ثبوت کے لیے ماہرین ونقادِ فن اور علمائے [illegible] مثلاً امام بخاری، امام مسلم وغیرہما رحمہم اللہ جیسے ثقہ مشہور ائمہ دین جن کی کتابوں کی صحت پر مشرق ومغرب کی اسلامی دنیا کا اتفاق ہو چکا ہے، کی طرف رجوع ضروری ہے جنھوں نے (انتہائی محنت اور جانفشانی سے) نبی [illegible]رم ﷺ کے ارشاداتِ عالیہ [illegible]پ کے احوال وافعال اور حرکات وسکنات، نیز صحابہ مہاجرین وانصار اور ان کے تمام متبعین بالاحسان کے حالات واعمال کو صحیح سندوں سے جمع کیا ہے۔

قرآن وحدیث کے بعد جس نے ان کے طریقے کو مضبوطی سے تھام لیا، ان کے نقشِ قدم پر چلا اور اصول وفروع میں ان کے طریقے کا اتباع کیا تو اس سے ثابت ہو جائے گا کہ یہ اہلِ حق میں سے ہے، یہی حق وباطل کے درمیان فرق کرنے والی واضح اور ٹھوس دلیل ہے، صراطِ مستقیم (راہِ حق) پر کون اور باطل وگمراہی پر کون یہ جاننے کے لیے یہی معیار وکسوٹی ہے۔'' (حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار: ۴/۱۵۳)



Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم



جلد نمبر ۱ | رمضان المبارک ۱۴۳۳ھ / اگست ۲۰۱۲ء | شمارہ نمبر: ۱۲



قیمت	فی شمارہ 20 روپے	سالانہ: 300 روپے علاوہ محصول ڈاک	پاکستان مع محصول ڈاک

جامعہ امام بخاری اہل حدیث
مقام حیات سرگودھا

0301-6751462
048-3715130

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net



اللہ تعالیٰ عرش پر ہے!

[redacted]

اہل سنت اور اہل حق کا اجماعی و اتفاقی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر ہے، مخلوق سے جدا ہے، سب سے بلند ہے اور اس سے اوپر کوئی چیز نہیں۔ اس کے برعکس بشر بن غیاث المریسی، الجہمی، المرجی (م ۲۲۸ھ) اور قاضی احمد بن ابی داود الجہمی، المعتزلی (م ۲۴۰ھ) کی ذریت کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے۔

قرآن کریم، احادیثِ مبارکہ، اجماعِ امت اور فطرتِ سلیمہ کے مبرہن دلائل اس بات پر شاہد ہیں کہ اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے جیسا کہ اس کی شان اور عظمت کو لائق و مناسب ہے۔ اس بات کا اقرار کرنا کہ اللہ تعالیٰ عرش پر ہے، اہل سنت کے نزدیک دلائل شرعیہ کی رُو سے ایمان کا جزو لازم ہے۔ امام الائمہ ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۲۲۳۔۳۱۱ھ) کی ایک تبویب یوں ہے: **باب ذكر الدليل على أنّ الإقرار بأنّ الله عزّ وجلّ في السماء من الإيمان.** ''اس بات کی دلیل کا ذکر کہ اللہ تعالیٰ کے آسمانوں کے اوپر ہونے کا اقرار ایمان کا جزو لازم ہے۔'' (كتاب التوحيد لابن خزيمة: ۲۷۸/۱)

اللہ تعالیٰ کے عرش پر مستوی ہونے کی قرآنی دلیل یہ فرمانِ باری تعالیٰ بھی ہے:

﴿ءَ أَمِنتُم مَّن فِي السَّمَاءِ أَن يَخْسِفَ بِكُمُ الْأَرْضَ﴾ (الملك: ١٦)

''کیا تم اس ذات سے جو آسمانوں کے اوپر ہے، بے خوف ہو گئے ہو کہ وہ تمہیں زمین میں دھنسا دے؟''

یہ آیتِ کریمہ اس بات پر نص ہے کہ اللہ تعالیٰ ساتوں آسمانوں کے اوپر ہے اپنے عرش پر مستوی ہے، ہر جگہ موجود نہیں۔ اس آیت میں في (میں)، على (اوپر) کے معنیٰ میں ہے جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ: ﴿فَسِيحُوا فِي الْأَرْضِ﴾ (تم زمین کے اوپر

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

سیر کرو) میں ہے۔

امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ نے کئی احادیث پر یہ تبویب کی ہے:

باب ذكر سنن النبيّ صلّى الله عليه وسلّم المثبتة أنّ الله جلّ وعلا فوق كلّ شيء وأنّه في السماء كما أعلمنا في وحيه على لسان نبيّه، إذ لا تكون سنّة أبدا المنقولة عنه بنقل العدل عن العدل موصولا إليه إلّا موافقة لكتاب الله، لا مخالفة له . ''ان احادیثِ نبویہ کا بیان جو یہ ثابت کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز اور آسمانوں کے اوپر ہے جیسا کہ اس نے ہمیں اپنے نبی کی زبانی اپنی وحی میں بتایا ہے۔ جو حدیث نبی اکرم ﷺ سے عادل راویوں کے ذریعے منقول ہو اور سند متصل ہو وہ ہمیشہ کتاب اللہ کے موافق ہوتی ہے، مخالف نہیں ہوتی۔'' (كتاب التوحيد لابن خزيمة: ١/٢٦٥)

اسی طرح معراج کے بارے میں احادیثِ مبارکہ سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں کے اوپر ہے نہ کہ زمین پر اور ہر جگہ۔ امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وفي الأخبار دلالة واضحة أنّ النبيّ عُرِجَ به من الدنيا إلى السماء السابعة، وأنّ الله تعالى فرض عليه الصلوات على ما جاء في الأخبار، فتلك الأخبار كلّها دالّة على أنّ الخالق البارئ فوق سبع سمواته، لا على ما زعمت المعطّلة أنّ معبودهم هو معهم في منازلهم وكُنُفِهِم .....

''احادیثِ مبارکہ میں واضح دلالت موجود ہے کہ نبی اکرم ﷺ کو دنیا سے ساتویں آسمان کی طرف چڑھایا گیا، نیز اللہ تعالیٰ نے آپ پر پانچ نمازیں فرض کیں جیسا کہ احادیث میں ہے۔ یہ ساری کی ساری احادیث اس بات کی دلیل ہیں کہ خالق ارض وسماوات آسمانوں کے اوپر ہے، اس طرح نہیں جیسے معطلہ نے سمجھ رکھا ہے کہ ان کا معبود ان کے ساتھ ان کے گھروں اور ان کے طہارت خانوں میں ہوتا ہے....'' (كتاب التوحيد: ١/٢٧٢، ٢٧٣)

اللہ تعالیٰ ہر رات کے آخری پہر میں آسمانِ دنیا کی طرف نزول فرماتے ہیں۔ اس بارے میں حدیث پر تبویب کرتے ہوئے امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

باب ذكر أخبار ثابتة السند صحيحة القوام ، رواها علماء الحجاز والعراق عن النبيّ في نزول الربّ جلّ وعلا إلى السماء الدنيا كلّ ليلة ، نشهد شهادة مقرّ بلسانه مصدّق بقلبه مستيقن بما في هذه الأخبار من ذكر نزول الربّ من غير أن نصف الكيفيّة ، لأنّ نبيّنا المصطفى لم يصف لنا كيفيّة نزول خالقنا إلى سماء الدنيا ، وأعلمنا أنّه ينزل ، والله جلّ وعلا لم يترك ولا نبيّه عليه السلام بيان ما بالمسلمين الحاجة إليه من أمر دينهم ، فنحن قائلون مصدّقون بما في هذه الأخبار من ذكر النزول غير متكلّفين القول بصفته أو بصفة الكيفيّة ، إذ النبيّ لم يصف لنا كيفيّة النزول ، وفي هذه الأخبار ما بان وثبت وصحّ أنّ الله جلّ وعلا فوق سماء الدنيا الذي أخبرنا نبيّنا أنّه ينزل إليه ، إذ محال في لغة العرب أن يقول نزل من أسفل إلى أعلا ، ومفهوم في الخطاب أنّ النزول من أعلا إلى أسفل .

''ان احادیث کا بیان جو صحیح سند و متن والی ہیں اور انہیں حجاز اور عراق کے علمائے کرام نے نبی اکرم ﷺ سے روایت کیا ہے۔ یہ احادیث اللہ تعالیٰ کے ہر رات آسمانِ دنیا کی طرف نزول فرمانے کے بارے میں ہیں۔ ہم زبان کے ساتھ گواہی اور دل کے ساتھ تصدیق بجا لاتے ہیں اور ان احادیث میں ربّ تعالیٰ کے نزول کے بیان پر مکمل یقین رکھتے ہیں۔ ہاں ہم اس بارے میں کوئی کیفیت بیان نہیں کرتے کیونکہ ہمارے نبی مصطفیٰ ﷺ نے ہمارے خالق کے آسمانِ دنیا کی طرف نزول کی کوئی کیفیت بیان نہیں کی۔ آپ ﷺ نے صرف یہ بتایا ہے کہ وہ نزول فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی نے مسلمانوں کے لیے دینی حوالے سے کوئی بھی ضروری بات تشنہ نہیں چھوڑی۔ ہم اس بات کے قائل ہیں اور ان احادیث میں موجود نزول باری تعالیٰ کی تصدیق کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ یا اس کے نزول کی کیفیت کے بیان میں تکلف سے کام نہیں لیتے کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے ہمیں نزول کی کیفیت بیان نہیں کی۔ ان احادیث سے بڑی وضاحت و صراحت سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس آسمانِ دنیا سے اوپر ہے جس کی طرف

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

نزول کی ہمیں ہمارے نبی ﷺ نے خبر دی ہے کیونکہ لغت عرب میں نیچے سے اوپر کی طرف نزول کا ذکر ممکن ہی نہیں۔ مفہوم خطاب بھی ہے کہ نزول اوپر سے نیچے کی طرف ہوتا ہے۔''

(کتاب التوحید لابن خزیمۃ: ۲۸۹/۱، ۲۹۰)



کیا عورت گھر میں اعتکاف کر سکتی ہے؟

عورت گھر میں اعتکاف نہیں کر سکتی۔ نبی اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس میں آپ کی ازواج مطہرات مسجد ہی میں اعتکاف کیا کرتی تھیں۔ اگر عورت کے لیے گھر میں اعتکاف جائز ہوتا تو وہ اپنے گھروں میں اعتکاف کیا کرتیں۔ ابن ہبیرہ (م ۵۶۰ھ) لکھتے ہیں:

واجمعوا علی ان لا یصح اعتکاف المرأۃ فی بیتھا إلا ابا حنیفۃ، قال: یجوز اعتکافھا فی مسجد بیتھا. ''اس بات پر (اہل سنت والجماعت) مسلمانوں کا اتفاق و اجماع ہے کہ عورت کا اعتکاف گھر میں درست نہیں لیکن امام ابوحنیفہ نے کہا ہے کہ عورت کا اپنے گھر کی نماز والی جگہ میں اعتکاف جائز ہے۔'' (الافصاح لابن ھبیرۃ: ۲۵۶/۱)

اجماع کے شریعت کی معصوم دلیل ہونے پر بھی اجماع ہے۔ اس کا دم بھر کر بھی اس کی مخالفت کرنے والے کون لوگ ہو سکتے ہیں؟

برصغیر پاک و ہند کے ممتاز حنفی عالم جناب عبدالحی لکھنوی (۱۲۶۴-۱۳۰۴ھ) لکھتے ہیں:

اگر عورت ایسی مسجد میں جس میں نماز باجماعت ہوتی ہو اور اس کے لیے خیمہ لگایا گیا ہو، اعتکاف کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ اس کا ثبوت عہد نبوی میں نبی اکرم ﷺ کی ازواج سے ملتا ہے جیسا کہ صحیح بخاری میں ثابت ہے۔'' (عمدۃ الرعایۃ: ۲۵۵/۱)

لہٰذا عورت کا گھر میں اعتکاف قطعاً جائز نہیں کیونکہ اس پر کوئی دلیل شرعی نہیں۔



Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

نکاحِ متعہ حرام ہے!

ابوعبداللہ صارم

تمام مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ نکاحِ متعہ یا وقتی نکاح قیامت تک حرام ہو چکا ہے۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: لمّا ولي عمر حمد الله وأثنى عليه ، ثمّ قال : يا أيها الناس ! إنّ رسول الله صلّى الله عليه وسلّم أذن لنا في المتعة ثلاثا ، ثمّ حرّمها ، والله لا أعلم أحدا يتمتّع وهو محصن إلّا رجمته بالحجارة ، إلّا أن يأتينّ بأربعة يشهدون أنّ رسول الله صلّى الله عليه وسلّم أحلّها بعد إذ حرّمها . ''سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو جب خلیفہ بنایا گیا تو انہوں نے اللہ کی حمد و ثنا کی ، پھر فرمایا: اے لوگو! بلاشبہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تین دفعہ متعہ کی اجازت دی تھی ، پھر اسے حرام کر دیا تھا۔ اللہ کی قسم! مجھے جس شادی شدہ کے بارے میں متعہ کرنے کا علم ہوگا ، ضرور اسے پتھروں سے رجم کر دوں گا۔ ہاں اگر وہ چار ایسے گواہ لے آئے جو گواہی دیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حرام کرنے کے بعد پھر حلال کر دیا تھا تو اسے چھوڑ دوں گا۔'' (سنن ابن ماجہ : ۱۹۶۳، مسند البزار : ۱۸۳، وسندہٗ حسنٌ)

علامہ ابوالفتح نصر بن ابراہیم المقدسی رحمہ اللہ (م ۴۹۰ھ) فرماتے ہیں:

وهذا يدلّ على صحّة ما قلناه من الإجماع على تحريمها ، لأنّ عمر بن الخطّاب رضي الله عنه في هذه الأخبار ، وفيما تقدّمها نهى عنها على المنبر وتوعّد عليها ، وغلّظ أمرها ، وذكر أنّ رسول الله صلّى الله عليه وسلّم حرّمها ونهى عنها ، وذلك بحضرة المهاجرين والأنصار ، فلم يعارضه أحدٌ منهم ولا ردّ عليه قوله في ذلك ، مع ما كانوا عليه من الحرص على إظهار الحقّ وبيان

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

الواجب ، وردّ الخطأ كما وصفهم الله ورسوله في ذلك ، الا ترى انّ أبيّ بن كعب عارضه في متعة الحجّ ، وقد عارضه مُعاذ بن جبل في رجم الحامل ،لأنّه لا يجوز لمثلهم المداهنة في الدين ولا السكوت على استماع الخطأ ، لا سيّما فيما هو راجع إلى الشريعة ، وثابت في أحكامها على التأبيد ، فلما سكتوا على ذلك ولم ينكره احدٌ منهم ، علم انّ ذلك هو الحق وأنّه ثابتٌ في الشريعة من نسخ المتعة وتحريمها كما ثبت عنده ، فصار ذلك كأنّ جميعهم قرّروا تحريمها وتثبتوا من نسخها ، فكانت حراماً على التأبيد ، وقد روى ذلك جماعةٌ من الصحابة سوى عمر ، فرُوى تحريمها عن علي بن أبي طالب وعبد الله بن عمر وعبد الله بن مسعود وعبد الله بن الزبير وعبد الله بن عبّاس ، لأنّه رجع عن إباحتها لمّا بان له صوابُ ذلك ، ونقل إليه تحريمها عن النبيّ صلّى الله عليه وسلّم ، وهو مذهب التابعين والفقهاء والأئمّة أجمعين ، ولو لم يقل بتحريم المتعة إلّا واحد من الصحابة رضوان الله عليهم إذ لم يكن له فيهم مخالفٌ لوجب علينا الأخذ بقوله ، والمصير إلى علمه لأنّه لم يقل ذلك إلّا عن علم ثاقب ، وقد اجمعوا على ذلك ؟ فكان مَنْ خالف ذلك واستحلّ نكاح المتعة مخالفاً للإجماع معانداً للحق ، والصواب .

”یہ بات ہمارے ذکر کیے ہوئے دعویٰ اجماع کی صحت پر دلیل ہے ، کیونکہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ان آثار میں اور گزشتہ آثار میں منبر پر متعہ سے منع فرمایا ، اس فعل سے ڈرایا اور اس معاملے کو گھمبیر قرار دیا تھا۔ انہوں نے یہ بھی ذکر کیا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حرام قرار دے کر اس سے منع فرما دیا تھا۔ یہ ساری کارروائی مہاجرین و انصار صحابہ کرام کی موجودگی میں انجام پائی تھی لیکن ان میں سے کسی نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روک ٹوک نہیں کی نہ کسی نے اس بارے میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی بات کو ردّ کیا۔ حالانکہ صحابہ کرام حق کے

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

اظہار، واجب کو بیان کرنے اور غلطی کو رد کرنے کے بہت شیدائی تھے جیسا کہ ان کی یہ صفت اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول نے بھی بیان کی ہے۔ کیا آپ دیکھتے نہیں کہ سیدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے حج تمتع کے بارے میں اور سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے ان سے حاملہ کو رجم کرنے کے معاملے میں روک ٹوک کی تھی؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ صحابہ کرام جیسے (مضبوط ایمان والے) لوگوں سے دین کے حوالے سے مداہنت اور غلط بات سن کر خاموشی ممکن نہیں، خصوصاً ایسے معاملے میں جو شریعت سے تعلق رکھتا ہو اور تاابد شریعت میں موجود رہنا ہو۔ جب تمام صحابہ کرام خاموش ہو گئے اور کسی نے انکار نہیں کیا تو معلوم ہو گیا کہ یہی حق ہے اور متعہ کا منسوخ اور حرام ہونا ہی شریعت میں ثابت ہے جیسا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک تھا۔ یہ معاملہ تمام صحابہ کرام کے متعہ کے حرام اور منسوخ ہونے کا اقرار کرنے کے مترادف ہے، لہٰذا یہ تاابد حرام ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے علاوہ بھی صحابہ کرام کی ایک جماعت نے اس بارے میں احادیث بیان کی ہیں۔ متعہ کا حرام ہونا سیدنا علی بن ابی طالب، سیدنا عبداللہ بن عمر، سیدنا عبداللہ بن مسعود، سیدنا عبداللہ بن زبیر اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے حق واضح ہونے اور متعہ کی حرمت پر حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم پہنچنے پر متعہ کے حرام ہونے کی طرف رجوع فرما لیا تھا۔ یہی مذہب تمام تابعین، فقہائے کرام اور ائمہ دین کا ہے۔ اگر بالفرض متعہ کو صرف ایک صحابیِ رسول ہی حرام قرار دیتے اور کوئی صحابی اس معاملے میں ان کا مخالف نہ ہوتا تو ہم پر اس صحابی کے قول وعلم کی پیروی لازم تھی کیونکہ صحابی ایسی بات صرف ٹھوس علم کی بنیاد پر ہی کہتا ہے۔ اس پر صحابہ کرام نے اجماع کر لیا ہے۔ اب جو شخص اس کی مخالفت کرتے ہوئے نکاح متعہ کو حلال سمجھتا ہے وہ اجماع کا مخالف اور حق وصواب کا دشمن ہے۔"

(تحریم نکاح المتعۃ لابی الفتح المقدسی: ص ۷۷)

علامہ فخر رازی رحمہ اللہ (۵۴۴-۶۰۶ھ)، سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے متعہ کے متعلق

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

خطاب کے بارے میں لکھتے ہیں: ذكر هذا الكلام في مجمع الصحابة وما أنكر عليه أحد ، فالحال ههنا لا يخلو إمّا أن يقال : إنّهم كانوا عالمين بحرمة المتعة فسكتوا ، أو كانوا عالمين بأنّها مباحة ولكنّهم سكتوا على سبيل المداهنة ، أو ما عرفوا إباحتها ولا حرمتها ، فسكتوا لكونهم متوقّفين في ذلك ، والأوّل هو المطلوب ، والثاني يوجب تكفير عمر ، وتكفير الصحابة لأنّ من علم أنّ النبيّ صلّى الله عليه وسلّم حكم بإباحة المتعة ، ثمّ قال : إنّها محرّمة محظورة من غير نسخ لها فهو كافر بالله ، ومن صدّقه عليه مع علمه بكونه مخطئا كافرا ، كان كافرا أيضا ، وهذا يقتضي تكفير الأمّة ، وهو على ضدّ قوله : ﴿كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ﴾ (آل عمران : ١١٠) ، والقسم الثالث : وهو أنّهم ما كانوا عالمين بكون المتعة مباحة أو محظورة فلهذا سكتوا ، فهذا أيضا باطل ، لأنّ المتعة بتقدير كونها مباحة تكون كالنكاح ، واحتياج الناس إلى معرفة الحال في كلّ واحد منهما عامّ في حقّ الكل ، ومثل هذا يمنع أن يبقى مخفيًا ، بل يجب أن يشتهر العلم به ، فكما أنّ الكل كانوا عارفين بأنّ النكاح مباح ، وأنّ إباحته غير منسوخة ، وجب أن يكون الحال في المتعة كذلك ، ولمّا بطل هذان القسمان ثبت أنّ الصحابة إنّما سكتوا عن الإنكار على عمر رضي الله عنه لأنّهم كانوا عالمين بأنّ المتعة صارت منسوخة في الإسلام .

''سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے یہ باتیں صحابہ کرام کے ایک مجمع میں کیں اور کسی ایک صحابی نے بھی ان کی بات کا انکار نہیں کیا۔ اس صورتِ حال میں تین باتیں کہی جا سکتی ہیں: پہلی یہ کہ صحابہ کرام کو متعہ کی حرمت کا علم تھا لہٰذا وہ خاموش ہو گئے یا دوسری یہ کہ انہیں متعہ کی اباحت معلوم تھی لیکن وہ مداہنت کی وجہ سے خاموش رہے یا تیسری یہ کہ انہیں متعہ کے حرام ہونے یا مباح ہونے کے بارے میں علم ہی نہ تھا لہٰذا وہ اس بارے میں توقف کرتے ہوئے خاموش

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

رہے۔ پہلی بات ہی درست ہے، دوسری بات سے تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور تمام صحابہ کرام کی تکفیر لازم آتی ہے کیونکہ جو شخص جانتا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ کو مباح قرار دیا ہے، پھر وہ بغیر نسخ کی دلیل کے کہے کہ یہ حرام ہے، وہ تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرتا ہے اور جس شخص کو اس کا غلطی پر اور کافر ہونا معلوم ہو، پھر بھی وہ اس کی تصدیق کرے وہ بھی کافر ٹھہرے گا۔ یوں ساری امت کا کافر ہونا لازم آئے گا اور یہ بات اس فرمانِ باری تعالیٰ کے خلاف ہے: ﴿کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ﴾ (تم بہترین امت ہو)۔ تیسری بات کہ صحابہ کرام کو متعہ کی حرمت یا اباحت کے بارے میں علم ہی نہ تھا، اس لیے وہ خاموش ہو گئے تھے، یہ بھی باطل ہے، کیونکہ متعہ کو مباح سمجھیں تو وہ نکاح کی طرح ہے۔ لوگ جس طرح نکاح کی معرفت کے محتاج ہیں، اسی طرح متعہ (اگر حلال ہو تو اس) کی معرفت کے بھی محتاج ہوں گے۔ اس طرح کا معاملہ مخفی رہنا ممکن نہیں بلکہ ضروری ہے کہ اس کے بارے میں علم مشہور و معروف ہو۔ جس طرح سب کو علم تھا کہ نکاح مباح ہے اور اس کی اباحت منسوخ نہیں، اسی طرح متعہ کے بارے میں علم ہونا بھی ضروری تھا۔ جب یہ (آخری) دونوں باتیں باطل ہیں تو ثابت ہو گیا ہے کہ صحابہ کرام سیدنا عمر رضی اللہ عنہ پر انکار کرنے سے صرف اس لیے خاموش رہے کہ انہیں اسلام میں متعہ کے منسوخ ہو جانے کا علم تھا۔'' (تفسیر الفخر الرازی: ۲۸۷/۳)

تنبیہ : ① امام ابن منذر رحمہ اللہ (۲۴۲۔۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

جاء عن الأوائل الرخصة فيها ، ولا أعلم اليوم أحدا يجيزها إلّا بعض الرافضة ، ولا معنى لقول يخالف كتاب الله وسنّة رسوله .

''پہلے لوگوں سے اس میں رخصت کے بارے میں روایات مروی ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ سوائے رافضیوں کے کسی نے اسے جائز قرار دیا ہو۔ کتاب اللہ اور سنتِ رسول کے مخالف قول کا کوئی وزن نہیں۔'' (فتح الباری لابن حجر: ۷۸/۹)

② امام ابن عبد البر رحمہ اللہ (۳۶۸۔۴۶۳ھ) لکھتے ہیں :

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

وأمّا سائر العلماء من الصحابة والتابعين ومن بعدهم من الخالفين وفقهاء المسلمين فعلى تحريم المتعة . ''تمام علمائے کرام یعنی صحابہ کرام، تابعین عظام اور بعد والے تمام فقہائے مسلمین متعہ کو حرام ہی سمجھتے ہیں۔''

(التمهید لما فی الموطا من المعانی والاسانید لابن عبد البر : ۱۲۱/۱۰)

③ علامہ ابوبکر جصاص (۳۰۵۔۳۷۰ھ) لکھتے ہیں: وقد دلّلنا على ثبوت الحظر بعد الإباحة من ظاهر الكتاب والسنّة وإجماع السلف ... ولا خلاف فيها بين الصدر الأوّل على ما بيّنّا ، وقد اتّفق فقهاء الأمصار مع ذلك على تحريمها ، ولا يختلفون . ''ہم نے متعہ کے مباح ہونے کے بعد حرام ہونے کے ثبوت پر کتاب وسنت اور سلف کے اجماع کے دلائل بیان کر دیے ہیں۔۔۔اس بارے میں اسلام کے ابتدائی ادوار میں کوئی اختلاف نہیں تھا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں، اس کے ساتھ ساتھ تمام علاقوں کے فقہائے کرام نے اس کی حرمت پر اتفاق کیا ہے، وہ اس بارے میں قطعاً اختلاف نہیں کرتے۔'' (احکام القرآن للجصاص : ۱۵۳/۲)

④ علامہ خطابی رحمہ اللہ (۳۱۹۔۳۸۸ھ) لکھتے ہیں: تحريم المتعة كالإجماع إلّا عن بعض الشيعة ، ولا يصحّ على قاعدتهم في الرجوع إلى المختلفات إلى عليّ وآل بيته ، فقد صحّ عن عليّ أنّها نسخت ، ونقل البيهقيّ عن جعفر بن محمّد أنّه سئل عن المتعة فقال : هي الزنا بعينه .

''متعہ کی حرمت پر مسلمانوں کا اجماع ہے سوائے بعض شیعہ کے۔ ان کے قاعدے و ضابطے کے مطابق بھی یہ (متعہ) درست نہیں کیونکہ یہ لوگ اختلافی مسائل میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور آپ کے اہل بیت کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ متعہ منسوخ ہو چکا ہے۔ امام بیہقی رحمہ اللہ نے (السنن الکبریٰ : ۲۰۷/۷، وسندہٗ صحیح) جعفر بن محمد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ ان سے متعہ کے بارے میں سوال ہوا تو انہوں نے فرمایا: یہ تو

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

بالکل زنا ہے۔" (فتح الباری: ۹/۷۸)

⑤ علامہ مازری رحمہ اللہ (م ۵۳۶ھ) لکھتے ہیں: انعقد الإجماع على تحريمه، ولم يخالف فيه إلا طائفة من المبتدعة، وتعلقوا بالأحاديث الواردة، وقد ذكرنا أنها منسوخة، فلا دلالة لهم فيها. "متعہ کے حرام ہونے پر اجماع منعقد ہو چکا ہے۔ اس کی مخالفت صرف ایک بدعتی گروہ نے کی ہے۔ انہوں نے اس بارے میں وارد ہونے والی احادیث سے دلیل لینے کی کوشش کی ہے حالانکہ ہم یہ ذکر کر چکے ہیں کہ وہ احادیث منسوخ ہیں لہٰذا ان کے لیے ان احادیث میں کوئی دلیل نہیں۔"

(المعلم بفوائد مسلم للمازری: ۲/۱۳۶)

⑥ قاضی عیاض رحمہ اللہ (۴۷۶-۵۴۴ھ) لکھتے ہیں: ... ووقع الإجماع بعد ذلك على تحريمها من جميع العلماء إلا الروافض. "اس کے بعد متعہ کی حرمت پر سوائے رافضیوں کے تمام علمائے کا اجماع ہو گیا۔" (شرح مسلم للنووی: ۹/۱۸۱)

⑦ علامہ قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اجمع السلف والخلف على تحريمها إلا من لا يلتفت إليه من الروافض. "سلف و خلف نے متعہ کی حرمت پر اجماع کیا ہے، سوائے ان رافضیوں کے جن کا قول قابلِ التفات نہیں۔" (فتح الباری لابن حجر: ۹/۷۸، ۷۹)



اللہ کی قسم!

علامہ ابن ہبیرہ رحمہ اللہ (۴۹۹-۵۶۰ھ) فرماتے ہیں: "مسلمانوں کا اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات، اس کے تمام اسمائے حسنیٰ اور تمام صفاتِ ذاتیہ جیسے عزت (غلبہ)، جلال، علم، قوت، قدرت وغیرہ کے ساتھ قسم منعقد ہو جاتی ہے۔ امام ابو حنیفہ نے اللہ تعالیٰ کے علم کو مستثنیٰ کر دیا ہے کہ اس سے قسم نہیں منعقد ہوتی، نیز اس بارے میں انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حق کو بھی مستثنیٰ کر دیا ہے۔" (فتح الباری لابن حجر: ۱۱/۵۳۵)

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

محرمات ابدیہ کی عصمت ریزی پر سزا!

محمد علی سلفی

زنا کبیرہ گناہ اور ذلت آمیز عمل ہے۔ یہ معاشرے کی تباہی و بربادی کا سبب ہے۔ اسی وجہ سے اسلام نے اس فعل قبیح و شنیع کے خلاف حدود مقرر کی ہیں۔ ماں، بہن اور بیٹی کی عصمت ریزی زنا کی قباحت کو اور بڑھا دیتی ہے۔ محرماتِ ابدیہ (جن عورتوں سے نکاح حرام ہے) سے زنا کرنا اخلاقی پستی کی انتہا ہے۔ اس کی سزا تو عام عورتوں سے زنا کرنے سے بھی زیادہ ہونی چاہیے۔ ایسے شخص کو زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں جیسا کہ دلائل شرعیہ سے ثابت ہے لیکن افسوس کہ بعض لوگوں کی فقہ اس قبیح ترین فعل کی قباحت کو ہلکا کر کے اس کو رائج کرنے کے درپے ہے۔

فقہ حنفی کی معتبر ترین کتابوں میں لکھا ہے: ومن تزوّج امرأة لا يحلّ له نكاحها فوطئها ، لا حدّ عليه عند ابي حنيفة . ''جو شخص ایسی عورت سے شادی کرے جس سے نکاح کرنا اس کے لیے جائز نہیں، پھر وہ اس سے جماع کر لے تو اس پر امام ابوحنیفہ کے نزدیک کوئی شرعی سزا نہیں۔'' (الهداية : ١/٥١٦، القدوری : ص ١٨٦، واللفظ له)

صاحب ہدایہ لکھتے ہیں: لكنه يوجع عقوبة إذا كان علم بذلك .

''اگر اسے اس (کام کے حرام ہونے کے) بارے میں علم تھا تو اسے بطور سزا مار پیٹ کی جائے گی۔'' یہ بات صاحبِ ہدایہ کی اپنی ہے، فقہ حنفی کچھ اور ہی کہتی ہے۔

یہاں ایک اور معروف فتویٰ بھی ملاحظہ فرمائیں: وكذلك لو تزوّج بذات رحم محرم نحو البنت والأخت والأمّ والعمّة والخالة ، وجامعها ، لا حدّ عليه في قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى ، وإن قال : علمت أنها عليّ حرام .

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

''اسی طرح اگر کوئی آدمی اپنی محرم عورتوں مثلاً بیٹی، بہن، ماں، پھوپھی، خالہ سے شادی کرے، پھر ان کے ساتھ جماع کر لے تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک اس پر کوئی شرعی سزا نہیں ہوگی اگر چہ وہ کہہ بھی دے کہ مجھے ان کا اپنے اوپر حرام ہونا معلوم ہے۔''

(فتاوی عالمگیری: ۲۶۸/۳)

یہ کیسی فقہ ہے جو ماں، بہن، بیٹی اور دیگر محرمات کے ساتھ بدکاری کرنے پر شرعی سزا کو ختم کر رہی ہے؟ ان کے پاس نہ نقلی حجت ہے نہ عقلی برہان۔ یہ لوگ اپنے مزعومہ قیاس و تخمین سے بے دلیل بات کر کے اجماعِ مسلمین اور احادیثِ صحیحہ کی مخالفت کر رہے ہیں۔ ویسے تو اس حوالے سے دلائل ذکر کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ زنا کے بارے میں قرآن و سنت کے عمومی ارشادات محرمات سے زنا پر بالاولیٰ لاگو ہوتے ہیں، لیکن ہم اس فقہ ''شریف'' کے خلاف کچھ خاص دلائل بھی افادۂ عام کے لیے ذکر کیے دیتے ہیں:

① اجماع:

شیخ الاسلام ثانی، عالم ربانی، علامہ، حافظ ابن القیم رحمہ اللہ (۶۹۱۔۷۵۱ھ) فرماتے ہیں: وقد اتفق المسلمون علی أنّ من زنا بذات محرّم ، فعلیه الحدّ .

''مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق و اجماع ہے کہ جو شخص کسی محرم عورت کے ساتھ زنا کرتا ہے، اس پر زنا کی شرعی سزا لاگو ہوگی۔''

(الجواب الکافی لمن سأل عن الدواء الشافی لابن القیم: ص ۲۰۸)

② احادیث نبویہ:

❀ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: لقیت خالي (أبا بردة) معه الرایة ، فقلت : أین ترید ؟ قال : بعثني رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلّم إلی رجل تزوّج امرأة أبیه من بعده أن أضرب عنقه أو أقتله و آخذ ماله .

''میں اپنے ماموں (سیدنا ابوبردہ رضی اللہ عنہ) کو ملا، ان کے پاس ایک جھنڈا تھا۔ میں نے

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

دریافت کیا: آپ کہاں جا رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے ایک ایسے شخص کے تعاقب میں بھیجا ہے جس نے اپنے والد کی وفات کے بعد اس کی بیوی (اپنی ماں) سے شادی کر لی ہے۔ آپ ﷺ نے مجھے اس کی گردن مارنے، اس کو قتل کرنے اور اس کا مال قبضے میں لینے کا حکم فرمایا ہے۔" (مسند الامام احمد: ۲۹۰/۴، مسند البزار: ۳۷۹۵، سنن النسائی: ۳۳۳۳، شرح معانی الآثار للطحاوی: ۱۴۸/۳، المستدرك على الصحيحين للحاكم: ۱۹۱/۲، وسندہٗ حسن)

امام حاکم رحمہ اللہ نے اس حدیث کو امام مسلم رحمہ اللہ کی شرط کے مطابق "صحیح" قرار دیا ہے اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

اس کا راوی (اسماعیل بن عبدالرحمٰن) سُدّی "حسن الحدیث" ہے۔ (الکاشف للذہبی: ۷۵/۱)

ایک دوسری روایت کے مطابق سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے:

ضلّت إبل لي ، فخرجت في طلبها ، فإذا الخيل قد أقبلت ، فلمّا رآى أهل الماء الخيل انضمّوا إليّ وجاء وا إلى خباء من تلك الأخبية ، فاستخرجوا منها رجلا ، فضربوا عنقه ، قالوا : هذا رجل أعرس بامرأة أبيه ، فبعث رسول الله صلّى الله عليه وسلّم ،فقتله . "میرا ایک اونٹ گم ہو گیا۔ میں اس کو تلاش کرنے نکلا۔ اچانک ایک گھڑ سوار دستہ رونما ہوا۔ جب پانی (کے پاس پڑاؤ) والوں نے گھڑ سواروں کو دیکھا تو میری پناہ میں آنے لگے۔ گھڑ سوار ان کے خیموں میں سے ایک خیمے کی طرف گئے اور اس میں سے ایک آدمی کو نکال لائے، اس کی گردن مار کر کہنے لگے: اس آدمی نے اپنے باپ کی بیوی سے شادی کی تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے تعاقب میں بھیج کر اسے قتل کروا دیا۔" (مسند الامام احمد: ۲۹۵/۴، ۲۹۷، زوائد مسند الامام احمد: ۲۹۲/۴، سنن ابی داؤد: ۴۴۵۶، السنن الکبریٰ للنسائی: ۵۴۹۰، شرح معانی الآثار للطحاوی: ۱۴۹/۳، واللفظ لہٗ، المستدرك على الصحيحين للحاكم: ۱۹۲/۲، ۳۵۶/۴، ۳۵۷، وسندہٗ صحیح)

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

حافظ ذہبی رحمہ اللہ اس کے بارے میں فرماتے ہیں: إسناده مليح . "اس کی سند بہت عمدہ ہے۔" نیز انہوں نے اس کی سند کو "صحیح" بھی کہا ہے۔

حافظ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: والحديث له طرق حسان يقوّى بعضها بعضا . "اس حدیث کی کئی حسن سندیں ہیں جو ایک دوسرے کو (مزید) تقویت دیتی ہیں۔" (تهذيب السنن لابن القيم: ٦/٢٦٦)

اس کا راوی ابوالجہم سلیمان بن الجہم "ثقہ" ہے۔ اس کو امام عجلی (تاریخ الثقات: ص ۲۰۰)، امام ابن حبان (۳۱۰/۴)، حافظ ذہبی (المجرد فی رجال ابن ماجہ) اور حافظ ابن حجر (تقریب التہذیب: ۲۵۴۳) رحمہم اللہ نے "ثقہ" کہا ہے۔

ابن خلفون نے ابن نمیر سے اس کی توثیق نقل کی ہے، نیز امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے بھی اس کی تعریف کی ہے۔ (العلل ومعرفة الرجال: ٥٧٧٦، ٧٧٧)

اس حدیث کا ایک اور طریق سنن ابوداود (۴۴۵۷) وغیرہ میں ہے جسے علامہ ابن حزم رحمہ اللہ نے "صحیح نقی الاسناد" کہا ہے۔ (المحلی لابن حزم: ۲۵۲/۱۱)

امام ابن جارود رحمہ اللہ (۶۸۱) نے اس حدیث کو "صحیح" کہا ہے، نیز علامہ ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: هذه آثار صحاح ، تجب بها الحجّة . "یہ ایسی احادیث ہیں جن کے ساتھ حجت قائم ہو جاتی ہے۔" (المحلی لابن حزم: ۲۵۳/۱۱)

۞ معاویہ بن قرہ بن ایاس مزنی تابعی رحمہ اللہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں:

إنّ رسول الله صلّى الله عليه وسلّم بعث أباه جدّ معاوية إلى رجل عرّس بامرأة أبيه ، فضرب عنقه ، وخمّس ماله . "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے والد، یعنی معاویہ کے دادا کو اس شخص کے تعاقب میں بھیجا جس نے اپنے والد کی بیوی سے شادی کی تھی، انہوں نے اسے قتل کر کے اس کے مال کا خمس نکالا۔" (سنن ابن ماجه: ٢٦٠٨، السنن الكبرى للنسائي: ٧٢٢٤، شرح معاني الآثار للطحاوي: ١٥٠/٣، وسنده صحيح)

اس حدیث کو امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے "صحیح" کہا ہے۔ (المحلی لابن حزم: ۲۵۳/۱۱،

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

الاصابة فی تمییز الصحابة لابن حجر : ۱/۱۴۷)

بوصیری کہتے ہیں: هذا إسناد صحيح . "یہ سند صحیح ہے۔"

(مصباح الزجاجة فی زوائد ابن ماجه : ۳/۱۱۶)

ان روشن دلائل سے ثابت ہوا کہ محرمات ابدیہ سے زنا کرنے پر شرعی سزا موجود ہے جو ضرور لاگو ہونی چاہیے۔ وہ سزا قتل ہے۔ اس بارے میں علامہ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هذا القول هو الصحيح ، وهو مقتضى حكم رسول الله صلّى الله عليه وسلّم . "یہی قول صحیح ہے اور رسول اللہ ﷺ کے حکم مبارک کا تقاضا بھی یہی ہے۔"

(زاد المعاد لابن القیم : ۳/۲۰۲)

ان احادیث مبارکہ کی بنا پر امام بخاری اور امام مسلم کے استاذ امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے امام ابوحنیفہ کا ردّ کیا ہے۔(کتاب الرد علی ابی حنیفة لابن ابی شیبة ، طبع فی آخر مصنف ابن ابی شیبة : ۱۴/۱۷۸،۱۷۹)



اہل سنت کا وطیرہ!

امام ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۰۰-۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

وأهل السنّة يأخذون بالمحكم ويردّون ما تشابه إليه ، وهو طريقة الراسخين في العلم كما وصفهم الله عزّ وجلّ في كتابه ، وهذا الموضع ممّا زلّ فيه أقدام كثير من أهل الضلالات ، وأمّا أهل السنّة فليس لهم مذهب إلّا اتّباع الحقّ ، يدورون معه كيفما دار . "اہل سنت محکم پر عمل کرتے ہیں اور متشابہ کو چھوڑ دیتے ہیں۔ راسخ فی العلم لوگوں کا یہی وطیرہ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ان کی یہ صفت بیان کی ہے۔ متشابہات کا مسئلہ ان مسائل میں سے ہے جن میں گمراہ لوگوں کے قدم ڈگمگا گئے تھے۔ اہل سنت کا سوائے حق کی پیروی کے کوئی مذہب نہیں ہوتا۔ حق جدھر جاتا ہے ، وہ اسی طرف پھر جاتے ہیں۔"(البداية والنهاية : ۵/۲۴۵)

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

امام ابوحنیفہ، محدثین کی نظر میں!

حدیث کے معاملے میں امام ابوحنیفہ کے "ضعیف ومتروک" ہونے پر ائمہ محدثین کا اجماع واتفاق ہے۔ کسی ثقہ امام سے باسند صحیح امام صاحب کا ثقہ ہونا ثابت نہیں۔ مدعی پر دلیل لازم ہے۔ دس ائمہ محدثین کے جرحی اقوال پیش خدمت ہیں:

① امام مسلم رحمہ اللہ (۲۰۴۔۲۶۱ھ):

امام مسلم بن الحجاج نیساپوری فرماتے ہیں: صاحب الرأى ، مضطرب الحديث ، ليس له كبير حديث صحيح . "(امام ابوحنیفہ) صاحب الرائے تھے، ان کی حدیث مضطرب (ضعیف) ہے۔ ان کی صحیح احادیث کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہے۔" (كتاب التمييز للامام مسلم النيسابوري)

② امام نسائی رحمہ اللہ (۲۱۵۔۳۰۳ھ):

امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی رحمہ اللہ ان کے بارے میں فرماتے ہیں:

ليس بالقوي في الحديث . "حدیث میں قوی نہیں تھے۔"

(الضعفاء للنسائي : ٥٨٦)

③ امام ترمذی رحمہ اللہ (۲۰۹۔۲۷۹ھ):

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ نماز استسقاء کی احادیث ذکر کر کے فرماتے ہیں:

وقال النعمان أبو حنيفة : لا تصلّى صلاة الاستسقاء ، ولا آمرهم بتحويل الرداء ، ولكن يدعون ويرجعون بجملتهم ، قال أبو عيسى : خالف السنّة .

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

''نعمان ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ استسقاء کے سلسلے میں نماز ادا نہیں کی جائے گی نہ میں انہیں چادر پلٹنے کا حکم دیتا ہوں (حالانکہ حدیث میں یہ بات موجود ہے۔ناقل) بلکہ تمام لوگ دعا کر کے ہی لوٹ آئیں۔ امام ابوحنیفہ نے (یہ کہہ کر) سنت کی مخالفت کی ہے۔''

(سنن الترمذی، تحت الحدیث: ۵۵۹، طبع دار السلام بالریاض)

④ امام ابن سعد رحمہ اللہ (۱۶۸۔۲۳۰ھ):

امام ابوعبداللہ محمد بن سعد بن منیع رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **كان ضعيفا في الحديث.** ''امام ابوحنیفہ حدیث کے معاملے میں کمزور تھے۔''

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ۳۶۹/۶)

⑤ امام ابن عدی رحمہ اللہ (۲۷۷۔۳۶۵ھ):

امام ابو احمد عبد اللہ بن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **وأبو حنيفة له أحاديث صالحة ، وعامّةُ ما يرويه غلط وتصاحيف وزيادات في أسانيدها ومتونها ، وتصاحيف في الرجال ، وعامّة ما يرويه كذلك ، ولم يصحّ له في جميع ما يرويه إلّا بضعة عشر حديثا ، وقد روى من الحديث لعلّه أرجح من ثلاثمائة حديث من مشاهير وغرائب ، وكلّه على هذه الصورة ، لأنّه ليس هو من أهل الحديث ، ولا يحمل على من تكون هذه صورته في الحديث .**

''امام ابوحنیفہ کی کچھ صالح احادیث بھی ہیں لیکن ان کی روایت کردہ اکثر احادیث غلط ہیں، ان میں لفظی غلطیاں، سند و متن کی زیادت اور راویوں کے ذکر میں غلطیاں پائی جاتی ہیں۔ اکثر روایات کا یہی حال ہے۔ ان کی بیان کردہ تمام احادیث میں سے صرف دس، بارہ احادیث درست ہیں۔ انہوں نے شاید تین سو سے زیادہ مشہور اور غریب روایات بیان کی ہیں لیکن وہ سب اسی طرح کی ہیں کیونکہ امام صاحب محدث نہ تھے۔ جس شخص کی

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

حدیث میں یہ صورت حال ہو، اس کی حدیث پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔"

(الکامل فی ضعفاء الرجال لابن عدی: ۱۲/۷)

نیز فرماتے ہیں: وإسماعيل بن حمّاد بن أبي حنيفة ليس له من الرواية شيء، ليس هو ولا أبوه حمّاد ولا جدّه أبوحنيفة من أهل الروايات، وثلاثتهم قد ذكرتهم في كتابي هذا في جملة الضعفاء. "اسماعیل بن حماد بن ابوحنیفہ نے کوئی حدیث بیان نہیں کی۔ اسماعیل بن حماد، اس کا والد حماد اور اس کا دادا ابوحنیفہ تینوں احادیث کے قابل نہ تھے۔ (یہی وجہ ہے کہ) میں نے ان تینوں کو اپنی کتاب میں ضعیف راویوں میں شمار کیا ہے۔" (الکامل لابن عدی: ۳۱۴/۱)

⑥ حافظ جوزجانی رحمہ اللہ (م ۲۵۹ھ):

حافظ ابو اسحاق، ابراہیم بن یعقوب سعدی، جوزجانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

لا يقنع بحديثه، ولا برأيه. "نہ امام ابوحنیفہ کی حدیث پر اعتماد کیا جا سکتا ہے نہ ان کی رائے پر۔" (احوال الرجال للجوزجانی: ۹۵)

⑦ امام دارقطنی رحمہ اللہ (۳۰۶-۳۸۵ھ):

امام ابوالحسن علی بن عمر دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ "ضعیف" ہیں۔

(سنن الدارقطنی: ۳۲۳/۱)

حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ، امام دارقطنی رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ:

ولا يصح لأبي حنيفة سماع من أنس ولا رؤية، لم يلق أبو حنيفة أحدا من الصحابة. "امام ابوحنیفہ کا سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے سماع کرنا یا ان کو دیکھنا ثابت نہیں، نہ امام ابوحنیفہ نے کسی بھی صحابی سے ملاقات کی ہے۔" (العلل المتناهية لابن الجوزي: ۷۴/۱)

⑧ حافظ ابو نعیم الاصبہانی رحمہ اللہ (۳۳۶-۴۳۰ھ):

امام ابونعیم احمد بن عبداللہ بن احمد اصفہانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: كثير الخطأ

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

والأوهام .   ''امام ابوحنیفہ احادیث کے بیان میں بہت زیادہ غلطیاں کرتے تھے اور وہم کھاتے تھے۔'' (الضعفاء لابی نعیم : ۱۵٤)

⑨ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (۳٦۸۔۴٦۳ھ) :

حافظ یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر نمری رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

هو سيء الحفظ عند أهل الحديث .   ''محدثین کرام کے مطابق ان کا حافظہ بُرا (بہت کمزور) تھا۔'' (التمہید لما فی الموطا من المعانی والاسانید لابن عبد البر : ۱۱/۴۸)

⑩ حافظ ابن القطان الفاسی رحمہ اللہ (۵٦۲۔٦۲۸ھ) :

حافظ ابوالحسن علی بن محمد بن عبدالملک الفاسی، المعروف بابن القطان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ ''ضعیف'' ہیں۔'' (بیان الوہم والایہام لابن القطان : ۵۱۹/۳)

تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ   یہ پورے دس ثابت شدہ اقوال ہیں!



تصویر اور کتا!

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور کہا: میں گزشتہ رات صرف اس لیے آپ کے گھر میں داخل نہ ہوا کہ گھر کے دروازے پر مردوں کی مورتیاں تھیں۔ گھر میں تصویروں والا پردہ تھا اور کتا بھی تھا۔ آپ دروازے پر موجود مورتیوں کا سر کاٹنے کا حکم دیں، وہ درختوں کی مانند ہو جائیں گی، پردے کو ہٹا کر اس سے دو پھینکے جانے اور روندے جانے والے تکیے بنانے کا حکم فرمائیں اور کتے کو گھر سے نکالنے کا فرمان جاری کر دیں۔''

(مسند الامام احمد : ۳۰۵/۲، سنن ابی داؤد : ۴۱۵۸، سنن الترمذی : ۲۸۰٦، وقال : حسن صحیح، وصححہ ابن حبان : ۵۸۵٤، وسندہٗ صحیح)

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

امام فلاس رحمہ اللہ

ابو سعید سلفی

شیخ الاسلام امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ (۱۰۷۔۱۹۸ھ) فرماتے ہیں:

عند ذکر الصالحین تتنزّل الرحمۃ. "نیک لوگوں کا ذکر کرنے سے رحمتِ الٰہی کا نزول ہوتا ہے۔" (التمہید لابن عبد البر: ۱۷/۴۲۹، وسندہٗ صحیحٌ)

ثقہ ائمہ دین کا ذکرِ خیر مؤمنوں کو فائدہ دیتا ہے۔ یہ کام باعثِ رحمت و برکت اور کارِ ثواب ہے۔ اس مجلس میں امام، حافظ، عمرو بن علی بن بحر بن کنیز باہلی، صیرفی فلاس رحمہ اللہ کا ذکرِ خیر کیا جاتا ہے۔

آپ رحمہ اللہ امام مُتقِن (راسخ فی العلم)، أحَدُ الأعْلَامِ الْحُفَّاظ (بڑے بڑے حفاظِ حدیث میں سے ایک) اور مُثبِت (انتہا درجہ کے معتبر شخص) تھے۔ جرح و تعدیل کے چوٹی کے امام تھے۔ کتبِ جرح و تعدیل میں جا بجا آپ کے اقوال ملتے ہیں۔ آپ رحمہ اللہ محدثِ کبیر اور حافظے کے پہاڑ تھے۔

اساتذہ: آپ کے شیوخ میں امام سفیان بن عیینہ، بشر بن مفضل، عبدالوہاب ثقفی، عبدالاعلیٰ بن عبدالاعلیٰ، معتمر بن سلیمان، یحییٰ بن سعید قطان، عبدالرحمٰن بن مہدی، معاذ بن معاذ، وکیع بن جراح، ابوداود طیالسی رحمہم اللہ جیسے کبار محدثین اور دیگر بہت سے مشہور علمائے امت شامل ہیں۔

تلامذہ: امام بخاری، امام مسلم، امام ابوزرعہ رازی، امام ابوحاتم رازی، امام ابوداود سجستانی، امام ابوعیسیٰ ترمذی، امام ابوعبدالرحمٰن نسائی وغیرہم رحمہم اللہ آپ کے تلامذہ ہیں۔

توصیف و توثیق: آپ رحمہ اللہ کے تلمیذ ارشد امام ابوحاتم

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **كان عمرو بن علي أرشق من علي بن المديني، وهو بصري صدوق.** ''امام عمرو بن علی، امام علی بن مدینی سے زیادہ سج دھج والے تھے۔ آپ بصرہ کے رہنے والے صدوق امام تھے۔'' (الجرح والتعدیل: ۲۴۹/۶)

امام عباس عنبری فرماتے ہیں: **ما تعلّمت الحديث إلّا من عمرو بن علي.** ''میں نے حدیث صرف عمرو بن علی سے ہی سیکھی ہے۔'' (ایضاً، وسندہٗ صحیحٌ)

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **كان من الحفاظ الثقات.** ''آپ بڑے بڑے حفاظِ حدیث اور ثقہ راویوں میں سے تھے۔'' (الموتلف والموتلف: ۱۸۵۹/۴)

امام ابوزرعہ رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **لم أر بالبصرة أحفظ من هؤلاء الثلاثة: عليّ بن المدينيّ، وابن الشاذكونيّ، وعمرو بن عليّ.**

''میں نے بصرہ میں علی بن مدینی، ابن شاذکونی اور عمرو بن علی (فلاس) سے بڑھ کر حافظے والا کوئی شخص نہیں دیکھا۔'' (سنن الترمذی، تحت الحدیث: ۴۰۹)

امام ابن حبان رحمہ اللہ نے انھیں ''الثقات'' (۴۸۷/۸) میں ذکر کیا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آپ ثقہ اور حافظ تھے۔ (تقریب التہذیب: ۵۰۸۱)

بہت سارے محدثین کرام نے آپ کی اسنادِ حدیث کی تحسین وتصحیح کی ہے۔

تصانیف:

آپ رحمہ اللہ کی چند مشہور تصانیف یہ ہیں:

① المسند ② التاریخ ③ العلل ④ الضعفاء

امام ابن عدی رحمہ اللہ نے آپ کو نقاد محدثین میں شمار کیا ہے۔ (الکامل لابن عدی: ۱۳۸/۱)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **عمرو بن علي أبو حفص الفلّاس، وكان يُنظّر بابن المديني.** ''امام عمرو بن علی ابوحفص فلاس رحمہ اللہ، آپ کو امام ابن مدینی رحمہ اللہ کا ہم مثل قرار دیا جاتا تھا۔'' (ذکر من یعتمد قولہ فی الجرح والتعدیل: ۱۷۴)

وفات:

آپ رحمہ اللہ کی وفات ۲۴۹ ہجری کو ہوئی۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ!

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

حافظ ابو یحییٰ نور پوری

جلسہ استراحت سنت ہے!

نماز دین اسلام کا اہم رکن ہے۔ اس کی پابندی اور قیام پر اخروی نجات منحصر ہے۔ نماز قائم تب ہی ہوگی جب اسے لحہ بہ لحہ رسولِ اکرم ﷺ کی سنتِ مطہرہ و مبارکہ کے مطابق ادا کیا جائے گا۔ اگر نماز میں محمدی طریقے کو مدنظر نہ رکھا جائے تو ممکن نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول ہو۔ اس لیے ضروری ہے کہ نماز سے متعلق چھوٹے سے چھوٹے عمل میں بھی ادائے مصطفیٰ کو ملحوظ رکھا جائے۔

پہلی اور تیسری رکعت کی تکمیل کے بعد اور دوسری اور تیسری رکعت کے لیے اٹھنے سے رسولِ اکرم ﷺ کا معمولِ مبارک یہ تھا کہ آپ ایک دفعہ تسلی اور اطمینان سے بیٹھ جایا کرتے تھے۔ صحابہ کرام، اسلافِ امت اور ائمہ دین نے بھی اس طریقے کو سنتِ رسول سمجھ کر اپنایا لیکن بہت سے لوگ انجانے میں اس سنت پر عمل سے محروم ہیں۔ بعض الناس عام لوگوں کو اس سنت سے دُور رکھنے کے لیے ایک طرف تو صریح احادیث کی دور از کار تاویلات کرتے ہیں اور دوسری طرف ''ڈوبتے کو تنکے کا سہارا'' کے مصداق بنتے ہوئے ایسے بودے دلائل بھی پیش کرتے ہیں جن کا اس مسئلے سے کوئی تعلق نہیں۔

ہم اس سنتِ رسول کے ثبوت میں صحیح و صریح احادیث بھی پیش کریں گے، مقلدین کی طرف سے ان کی دور از کار تاویلات کا جائزہ بھی لیں گے اور ان کے ''دلائل'' پر تبصرہ بھی کریں گے، پھر فیصلہ یہ اپیل کرتے ہوئے منصف مزاج قارئین پر چھوڑ دیں گے کہ وہ اللہ کے لیے تعصب سے بالاتر ہو کر اور حق کو قبول کرنے کا مصمم ارادہ لے کر اس تحریر کو پڑھیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حق کو سمجھنے اور پھر اس پر ڈٹ جانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

دلیل نمبر ①: عن مالک بن الحویرث اللیثیّ أنّه رأی النبیّ صلّی اللّٰہ علیه وسلّم یصلّی ، فإذا کان فی وتر من صلاته لم ینهض حتّی یستوی قاعدا۔ ''سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، آپ اپنی نماز کی طاق رکعت مکمل کر لینے کے بعد جب تک سیدھے بیٹھ نہ جاتے، (اگلی رکعت کے لیے) نہ اٹھتے۔''

(صحیح البخاری: ۸۲۳)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جلسہ استراحت کے اس فعل مبارک کو بیان کرنے والے صحابی سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ نہ صرف خود اس پر سختی سے عمل پیرا تھے، بلکہ لوگوں کو بھی اس کی ترغیب دیتے تھے، ملاحظہ فرمائیں:

دلیل نمبر ②: عن أبی قلابة قال : کان مالک بن الحویرث یرینا کیف کانت صلاة النبیّ صلّی اللّٰہ علیه وسلّم ، وذلک فی غیر وقت الصلاة ، فقام فأمکن القیام ، ثمّ رکع فأمکن الرکوع ، ثمّ رفع رأسه فأنصت هنیّة ، قال أبو قلابة : فصلّی بنا صلاة شیخنا هذا أبی یزید ، وکان أبو یزید إذا رفع رأسه من السجدة الآخرة استوی قاعدا ، ثمّ نهض.

''ابو قلابہ تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ ہمیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی کیفیت بتایا کرتے تھے۔ یہ کام وہ اوقاتِ نماز کے علاوہ اور وقت میں کرتے۔ ایک دفعہ وہ قیام کی حالت میں کھڑے ہوئے، اطمینان سے قیام کیا، پھر رکوع کیا تو اطمینان سے رکوع کیا، پھر رکوع سے سر اٹھایا تو کچھ دیر خاموش رہے، آپ رضی اللہ عنہ نے ہمارے شیخ ابو یزید (عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ) والی نماز ہمیں سکھائی۔ ابو سعید (سیدنا عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ) جب دوسرے سجدے سے سر اٹھاتے تو پہلے سیدھے بیٹھ جاتے، پھر (اگلی رکعت

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

کے لیے) اٹھتے تھے۔" (صحیح البخاری: ۸۰۲، ۸۲۳)

اب ملاحظہ فرمائیں کہ جلسہ استراحت کے سنت ہونے پر صحابہ کرام کا اتفاق بھی تھا۔

دلیل نمبر ④: عن محمّد بن عمرو بن عطاء عن أبي حميد الساعديّ قال: سمعته في عشرة من أصحاب النبيّ صلّى الله عليه وسلّم أحدهم أبو قتادة، قال: كان النبيّ صلّى الله عليه وسلّم إذا قام إلى الصلاة اعتدل قائما، فذكر بعض الحديث وقال: ثمّ هوى إلى الأرض ساجدا، ثمّ قال: الله أكبر، ثمّ جافى عضديه عن إبطيه وفتح أصابع رجليه، ثمّ ثنى رجله اليسرى، وقعد عليها واعتدل حتّى يرجع كلّ عظم منه إلى موضعه، ثمّ هوى ساجدا، وقال: الله أكبر، ثمّ ثنى رجله، وقعد، فاعتدل حتّى يرجع كلّ عظم إلى موضعه، ثمّ نهض، ثمّ صنع في الركعة الثانية مثل ذالک.

محمد بن عطاء تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ میں نے سیدنا ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ کو دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجتماع میں، جس میں سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بھی تھے، یہ بیان کرتے سنا: نبی ﷺ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اعتدال فرماتے، پھر کچھ حدیث بیان کرنے کے بعد انہوں نے فرمایا: پھر آپ ﷺ سجدہ کرنے کے لئے زمین کی طرف جھکتے اور اللہ اکبر کہتے، پھر اپنے بازوؤں کو بغلوں سے دور کرتے، پھر اپنا بایاں پاؤں موڑتے اور اس پر بیٹھ جاتے، پھر اعتدال کرتے حتی کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر آ جاتی، پھر آپ ﷺ سجدہ کے لئے جھکتے اور اللہ اکبر کہتے، پھر اپنا بایاں پاؤں موڑتے اور اس پر اعتدال سے بیٹھ جاتے حتی کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر آ جاتی، پھر دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہو جاتے، پھر دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کرتے۔" (سنن ابی داود: ۷۳۰، جامع الترمذی: ۳۰۴، سنن ابن ماجه: ۱۰۶۱، مسند الامام احمد: ۵/۴۲۴، مسند الدارمی: ۱۳۹۶، وسندهٗ حسنٌ)

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

اکثر روایات میں یہ الفاظ بھی موجود ہیں:

قالوا : صدقت ، هكذا كان صلاة رسول الله صلّى الله عليه وسلّم .

"ان (دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) نے کہا: آپ نے سچ فرمایا ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز ایسے ہی تھی۔" (سنن ابی داوٗد: ۷۳۰، سنن ابن ماجه: ۱۰۶۱)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ (۶۸۵)، امام ابن حبان (۱۸۶۷) اور امام ابن الجارود (۱۹۲) رحمہم اللہ نے صحیح اور امام ترمذی رحمہ اللہ نے "حسن صحیح" کہا ہے۔

اس کے راوی عبدالحمید بن جعفر "ثقہ" راوی ہیں اور ان پر جرح مردود ہے۔

معلوم ہوا کہ دس صحابہ کرام بھی جلسہ استراحت کو سنت کہنے میں سیدنا ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ کے ہم خیال تھے، اسی لئے تو انہوں نے ان کی تصدیق کی۔ اس پر مستزاد یہ کہ کسی ایک بھی صحابی سے اس کی ممانعت ثابت نہیں۔ اس طرح کی صورتِ حال اگر کہیں بادی النظر میں مقلدین کو اپنی فقہ کے مطابق محسوس ہو تو وہ اجماعِ صحابہ کی رَٹ لگاتے ہوئے اپنے مخالفین پر سخت تنقید کرتے ہیں لیکن یہاں پر وہ اس اجماع کی پرواہ نہیں کرتے۔ یہ مقلدین کی ناانصافی پر مبنی عادت ہے۔ حافظ ابن حزم رحمہ اللہ (۳۸۴۔۴۵۶ھ) ایک موقع پر مقلدین کی اسی عادتِ بد کا رونہ روتے ہوئے فرماتے ہیں:

ما نعلم لمن ذكرنا من الصحابة رضي الله عنهم ، مخالفا أصلا ، وهم يعظمون هذا إذا وافق تقليدهم . "ہم نے جن صحابہ کا تذکرہ کیا ہے ان کا کوئی مخالف بھی معلوم نہیں، جب یہ صورتِ حال مقلدین کی تقلید کے موافق ہو، تو اس کو بہت بڑھا چڑھا کر بیان کرتے ہیں۔" (المحلّی لابن حزم: ۲۲۶/۴)

اب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قولی حدیث، یعنی آپ کی طرف سے امت کو جلسہ استراحت کا حکم بھی ملاحظہ فرمائیں:

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

دلیل نمبر ④ : عن أبی هريرة أنّ رجلا دخل المسجد ورسول الله صلّی الله عليه وسلّم جالس في ناحية المسجد ، فصلّی ثمّ جاء فسلّم عليه ، فقال له رسول الله صلّی الله عليه وسلّم : وعليک السلام ، ارجع فصلّ ، فإنّک لم تصلّ ، فرجع فصلّی ، ثمّ جاء فسلّم فقال : وعليک السلام ، فارجع فصلّ ، فإنّک لم تصلّ ، فقال في الثانية أو في التي بعدها : علّمني يا رسول الله صلّی الله عليه وسلّم ، فقال : إذا قمت إلی الصلاة فأسبغ الوضوء ، فذكر الحديث ، ثمّ قال : ثمّ اسجد حتّی تطمئنّ ساجدا ، ثمّ ارفع حتّی تطمئنّ جالسا ، ثمّ اسجد حتّی تطمئنّ ساجدا ، ثمّ ارفع حتّی تطمئنّ جالسا ، ثمّ افعل ذلک في صلاتک کلّها . ''سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں مسجد میں داخل ہو کر نماز پڑھی، پھر آ کر آپ کو سلام عرض کیا۔آپ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: لوٹ کر نماز پڑھیں ،آپ نے نماز نہیں پڑھی،صحابی لوٹے اور نماز پڑھ آئے، پھر سلام عرض کیا،آپ نے جواب دیتے ہوئے فرمایا: لوٹ کر نماز پڑھیں ،آپ نے نماز نہیں پڑھی ،صحابی نے دوسری یا تیسری بار عرض کیا: اللہ کے رسول ! مجھے نماز سکھا دیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب آپ نماز کے لئے کھڑے ہونے کا ارادہ کریں تو مکمل وضو کریں ۔۔۔۔ پھر اطمینان سے سجدہ کریں ، پھر اطمینان سے بیٹھ جائیں ، پھر اطمینان سے سجدہ کریں ، پھر سر اٹھا کر اطمینان سے بیٹھیں ، پھر اپنی تمام نماز اسی طرح اطمینان سے پوری نماز کریں۔'' (صحیح البخاری : ٦٢٥١)

ائمہ دین اور جلسہ استراحت !

- امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (م ٣١١ھ)سیدنا ابو حمید ساعدی اور سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہما کی احادیث سے جلسہ استراحت کی دلیل لیتے ہوئے یوں باب قائم فرماتے ہیں :

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

باب الجلوس بعد رفع الرأس من السجده الثانية قبل القيام إلى الركعة الثانية وإلى الركعة الرابعة . ''دوسری اور چوتھی رکعت کو اٹھنے سے پہلے دوسرے سجدے سے سر اٹھا کر بیٹھنے کا بیان۔'' (صحیح ابن خزیمہ : ۱/۳۴۱، باب : ۲۰۷)

● امام ابن حبان رحمہ اللہ (م ۳۵۴ھ) سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کی حدیث پر یوں تبویب فرماتے ہیں: ذكر ما يستحبّ للمصلّي أن يقعد في الركعة الأولى والثالثة بعد رفعه رأسه من السجود قبل أن يقوم قائما .

''(دوسری اور چوتھی رکعت کے لئے) اٹھنے سے پہلے اور پہلی اور تیسری رکعت کے دوسرے سجدے سے اٹھنے کے بعد بیٹھنا نمازی کے لیے مستحب ہونے کا بیان۔''

(صحیح ابن حبان : ۵/۲۶۰، قبل الحدیث : ۱۹۳۴)

امام بیہقی رحمہ اللہ (م ۴۵۸ھ) جلسہ استراحت کی مرفوع احادیث اور مانعین کے دلائل ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: هو عن ابن مسعود صحيح ، ومتابعة السنّة أولى ، وابن عمر قد بيّن في رواية المغيرة بن حكيم عنه أنّه ليس من سنّة الصلاة ، وإنّما فعل ذلك من أجل أنّه يشتكي .....

''یہ (جلسہ استراحت چھوڑنا) سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے صحیح ثابت ہے لیکن سنتِ نبوی (جلسہ استراحت کے التزام) کا اتباع بہتر ہے۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے مغیرہ بن حکیم کی روایت میں بتا دیا ہے کہ جلسہ استراحت چھوڑنا نماز کی سنت نہیں ہے، بلکہ انہوں نے جو جلسہ استراحت چھوڑا تھا وہ بیماری کی بنا پر چھوڑا تھا۔'' (سنن کبری بیہقی : ۲/۱۲۶)

ہماری تحقیق کے مطابق کسی بھی صحیح وصریح روایت میں سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے جلسہ استراحت کا چھوڑنا ثابت نہیں ہے۔ اگر بالفرض آپ رضی اللہ عنہ سے یہ بات ثابت بھی ہو جائے تو رسول اکرم کے فعل اور حکم مبارک کے مقابلے میں ان کا یہ عمل ان کی لاعلمی پر محمول ہوگا۔ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ یا کسی اور صحابی کے کسی منفرد فتوے یا عمل سے نبی اکرم کے فعل اور امر

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

دونوں کو منسوخ یا معلول قرار دینا قرینِ انصاف نہیں۔

✿ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۷۷۳۔۸۵۲ھ) رقم طراز ہیں:

قوله : باب من استوى قاعدا في وتر من صلاته ، ذكر فيه حديث مالك ابن الحويرث ، ومطابقته واضحة ، وفيه مشروعيّة جلسة الاستراحة ، وأخذ بها الشافعيّ و طائفة من أهل الحديث . ''امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کی حدیث ذکر کی ہے۔اس کی باب سے مطابقت واضح ہے،اس حدیث میں جلسہ استراحت کی مشروعیت کا بیان ہے۔امام شافعی رحمہ اللہ اور محدثین کرام کے ایک گروہ نے اسی کو اختیار کیا ہے۔(فتح الباری : ۳۰۲/۲، باب ۱۴۲، قبل الحدیث : ۸۲۳)

✿ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے بھی رجوع کر کے یہی مذہب اختیار کر لیا تھا۔حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس بارے میں فرماتے ہیں: وعن أحمد روايتان ، وذكر الخلّال انّ احمد رجع إلى القول بها . ''امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے اس بارے دو قول مروی ہیں۔خلال رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ امام احمد رحمہ اللہ نے جلسہ استراحت کی مشروعیت کی طرف رجوع فرما لیا تھا۔''

(فتح الباری لابن حجر : ۳۰۲/۲، باب ۱۴۲، قبل الحدیث : ۸۲۳)

✿ امام شافعی رحمہ اللہ (۱۵۰۔۲۰۴ھ) بھی جلسہ استراحت کو مشروع قرار دیتے ہیں۔(الام للشافعی : ۱۱۷/۱)

✿ اہل سنت کے ایک بڑے امام حماد بن زید رحمہ اللہ (۹۸۔۱۷۹ھ) بھی جلسہ استراحت کا اہتمام فرماتے تھے۔(مسائل الامام احمد لابنه عبداللہ : ۲۸٦)

✿ امام اسحٰق بن راہویہ رحمہ اللہ بھی جلسہ استراحت کے قائل تھے۔

(جامع الترمذی، تحت الحدیث : ۲۸۷)

✿ علامہ وفقیہ، حافظ ابن حزم رحمہ اللہ (م ۴۵٦ھ) لکھتے ہیں:

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

ونستحبّ لكلّ مصلّ إذا رفع رأسه من السجدة الثانية أن يجلس متمكّنا ، ثمّ يقوم من ذلک الجلوس إلى الركعة الثانية والرابعة .

"ہم ہر نمازی کے لئے مستحب سمجھتے ہیں کہ وہ جب دوسرے سجدے سے سر اٹھائے تو اطمینان سے بیٹھے، پھر دوسری اور چوتھی رکعت کے لئے کھڑا ہو۔"

مزید لکھتے ہیں: وهو عمل طائفة من السلف .

"یہی عمل سلف صالحین کی ایک جماعت کا ہے۔" (المحلّٰی لابن حزم: ۱۲۴/۴)

مانعین کے دلائل اور ان کا جائزہ

پنجوں پر کھڑا ہونے کی حدیث:

دیوبندی بھائیوں کے "امام اہل سنت" جناب محمد سرفراز خاں صفدر صاحب لکھتے ہیں:

عن أبي هريرة قال : كان النبيّ صلّى الله عليه وسلّم ينهض في الصلاة على صدور قدميه ، قال أبو عيسى : حديث أبي هريرة عليه العمل عند أهل العلم ، يختارون أن ينهض الرجل في الصلاة على صدور قدميه ، وخالد بن إياس ضعيف عند أهل الحديث . سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں اپنے دونوں پاؤں کے سینوں (پنجوں) پر کھڑے ہوتے تھے، امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کی حدیث پر اہل علم کا عمل ہے، وہ پسند کرتے ہیں کہ آدمی نماز میں اپنے پاؤں کے سینوں (پنجوں) پر کھڑا ہو اور خالد بن ایاس راوی اہل حدیث (محدثین) کے نزدیک ضعیف ہے۔" (خزائن السنن: ۱۱۳/۲)

تبصرہ: ① رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس عمل کا ثابت نہ ہونا تو صفدر صاحب نے خود امام ترمذی رحمہ اللہ سے نقل کر دیا ہے، جبکہ ہم صحیح بخاری وغیرہ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جلسہ استراحت فرمانا اور اس کا حکم دینا ثابت کر چکے ہیں۔ صحیح بخاری کی

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

بالاتفاق صحیح حدیث اور بالاتفاق ضعیف راوی کی روایت کا کیا مقابلہ؟

② ہم بھی تو دوسری اور چوتھی رکعت میں اٹھنے کے لیے پاؤں کے پنجے استعمال کرتے ہیں۔ یہ بات تو محل نزاع ہے نہیں، ہمارا نزاع جلسہ استراحت میں ہے۔ مقلدین کو اس کی ممانعت پر کوئی صریح روایت پیش کرنی چاہیے۔

③ اگر بالفرض پنجوں کے بل اٹھنے کا مطلب ترکِ جلسہ استراحت بھی لیا جائے تو رسول اکرم ﷺ سے یہ عمل قطعی طور پر ثابت نہیں، رَہ گئے اہل علم تو کیا مقلدین کے نزدیک جلسہ استراحت کو مشروع قرار دینے والے قریباً ۱۵ صحابہ کرام، کئی محدثین و ائمہ دین اہل علم نہیں ہیں؟ یہ بھی معلوم ہوا کہ امام ترمذی رحمہ اللہ کا مقصود اہل علم سے اکثر اہل علم ہیں نہ کہ تمام اہل علم۔

کوڑا کوڑا تھوہ

قارئین کرام غور فرمائیں کہ یہاں امام ترمذی رحمہ اللہ کا اہل علم کا عمل ذکر فرمانا چونکہ صفدر صاحب کے مذہب کے موافق تھا، اس لئے جھٹ سے لے لیا، لیکن افسوس در افسوس کہ افتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض کے مصداق مقلدین بہت سے مسائل میں امام موصوف کے اس فرمان کو ہڑپ کر جاتے ہیں اور کبھی بھی اہل علم کے عمل کے مطابق عمل کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے نہ ہی اہل علم کے عمل کی وجہ سے متعلقہ حدیث کو صحیح مانتے ہیں، مثلاً:

● امام ترمذی رحمہ اللہ ہی فرماتے ہیں:

والعمل في هذا الباب على حديث النبيّ صلّى الله عليه وسلّم : لا نكاح إلّا بوليّ ، عند أهل العلم من أصحاب النبيّ صلّى الله عليه وسلّم ، منهم عمر ابن الخطّاب وعليّ بن أبي طالب وعبد الله بن عبّاس وأبو هريرة وغيرهم ،

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

وهكذا روى عن بعض فقهاء التابعين أنهم قالوا : لا نكاح إلّا بولیّ ، منهم سعید ابن المسیّب والحسن البصریّ وشریح وإبراهیم النخعیّ وعمر بن عبدالعزیز و غیرهم ، وبهذا یقول سفیان والأوزاعیّ ومالک وعبد الله بن المبارک والشافعیّ وأحمد وإسحاق . . .

''اس بارے میں اہل علم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان پر عمل ہے کہ لا نکاح إلّا بولیّ (ولی کے بغیر نکاح نہیں ہوتا) پر عمل ہے۔ان صحابہ کرام میں سے کچھ یہ ہیں : سیدنا عمر بن خطاب، سیدنا علی بن ابی طالب ، سیدنا عبداللہ بن عباس ،سیدنا ابوہریرۃ رضی اللہ عنہم۔کئی فقہاء تابعین سے بھی یہی مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: ولی کے بغیر نکاح نہیں ہوتا۔ان تابعین میں امام سعید بن مسیب ،امام حسن بصری ، امام شریح ، امام ابراہیم نخعی اور امام عمر بن عبدالعزیز رحمہم اللہ شامل ہیں۔یہی فتویٰ امام سفیان ثوری،امام اوزاعی، امام مالک،امام عبداللہ بن مبارک،امام شافعی،امام احمد بن حنبل اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ کا ہے۔'' (جامع الترمذی، تحت الحدیث :۱۱۰۱)

قارئین کرام! دیکھا آپ نے کہ صحابہ کرام ، تابعین اور ائمہ عظام کے ایک جم غفیر نے اس حدیث پر عمل کیا ہے اور یہی فتویٰ دیا ہے۔اس کے خلاف امام ترمذی رحمہ اللہ نے کسی سے ایک بات بھی نقل نہیں فرمائی لیکن اس کے باوجود جناب سرفراز صفدر صاحب احناف کا مذہب یوں لکھتے ہیں:

''امام ابوحنیفہ اور آپ کے تلامذہ فرماتے ہیں کہ عاقلہ اور بالغہ اپنا نکاح خود بھی کر سکتی ہے اور اپنی سرپرستی میں نکاح کرا بھی سکتی ہے، باقی ائمہ اس کے خلاف ہیں۔''

(خزائن السنن از صفدر : ۷۶/۳)

یہ تو مقلدین کی اس عادت مبارکہ کی ایک ادنیٰ سی جھلک ہے ورنہ جامع ترمذی سے ہی بیسیوں اور دوسری کتب سے بہت سے ایسے مسائل بیان کیے جا سکتے ہیں جن میں اہل علم

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

صحابہ وتابعین اور محدثین کا اتفاقی عمل موجود ہے لیکن احناف ان سب کو پس پشت ڈال کر اپنی من مانی کرتے رہتے ہیں، البتہ جب کہیں وہ کچھ اہل علم کا عمل اپنے موافق پاتے ہیں تو شور مچانا شروع کر دیتے ہیں۔کیا انصاف اسی کا نام ہے؟

عدم تورُّک اور ترک جلسہ استراحت!

مشہور دیوبندی جناب انور خورشید صاحب ترکِ جلسہ استراحت کی دلیل دیتے ہوئے لکھتے ہیں: [[عن عبّاس أو عيّاش بن سهل الساعدیّ أنّه كان فی مجلس فيه أبوه ، وكان من أصحاب النبیّ صلّی اللّٰه عليه وسلّم ، وفی المجلس أبوهريرة وأبو حميد الساعدیّ وأبو أسيد ، فذكر الحديث ، وفيه : ثمّ كبّر فسجد ، ثمّ كبّر ، فقام ، ولم يتورّك . (ابوداؤد: ص ۱۰۷ ج ۱)

عباس یا عیاش بن سہل ساعدی سے روایت ہے کہ وہ ایک ایسی مجلس میں تھے جس میں ان کے والد بھی تھے جو نبی ﷺ کے صحابہ میں سے تھے اور اسی مجلس میں حضرت ابوہریرہ، حضرت ابوحمید ساعدی اور حضرت ابو اسید رضی اللہ عنہم بھی تھے۔انہوں نے حدیث ذکر کی جس میں یہ بیان کیا کہ پھر آپ ﷺ نے تکبیر کہی، پھر سجدہ کیا، پھر تکبیر کہی تو آپ سیدھے کھڑے ہو گئے بیٹھے نہیں۔]](حدیث اور اہلحدیث: ٤٣٦)

تبصرہ: انوار خورشید صاحب نے کمال ہوشیاری سے کام لیا ہے۔انہوں نے یہ حدیث پوری ذکر نہیں کی بلکہ **فذكر الحديث وفيه** (انہوں نے حدیث ذکر کی جس میں یہ بیان کیا کہ) کہہ کر خیانت کا مظاہرہ کیا ہے۔ایسا کرتے بھی کیوں نہ، ان کی مجبوری تھی کیونکہ اس حدیث میں وضاحت وصراحت سے موجود ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی وفات کے بعد صحابہ کا رفع الیدین منسوخ نہ ہونے پر اتفاق تھا۔اگر یہ بات بھی ذکر کرتے تو رفع الیدین گلے پڑ جاتا، لہٰذا انوار صاحب اسے شیر مادر سمجھ کر ہڑپ کر گئے۔

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

اس حدیث کے یہ الفاظ انوار صاحب نے ڈکارے ہیں:

ثم رفع رأسه ـ يعني من الركوع ـ فقال : سمع الله لمن حمده ، اللّٰهم ربنا لک الحمد ، ورفع يديه ... "پھر آپ نے رکوع سے اپنا سر اٹھایا اور اللّٰھم ربنا لک الحمد کہنے کے ساتھ رفع الیدین بھی کیا۔۔۔"

ہم کہتے ہیں کہ اگر آپ اس حدیث کو صحیح مانتے ہیں اور یقیناً ایسا ہی ہے کیونکہ آثار السنن (۴۴۹) میں غالی حنفی نیموی نے اور اعلاء السنن (۸۰۲) میں جناب ظفر احمد تھانوی دیوبندی صاحب نے اسے "صحیح" قرار دیا ہے۔۔۔ تو پھر تکبیر تحریمہ کے علاوہ بھی رفع الیدین ثابت جاتا ہے۔ کیا اس پر آپ کا عمل ہے؟ اگر نہیں تو اس حدیث کے دوسرے ٹکڑے ولم یتورک پر زور کیوں؟

؎ نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

قارئین کرام ہی بتائیں کہ یہ حدیث کی موافقت ہے یا مخالفت؟

② ولم یتورک کے الفاظ سے تورّک کی نفی ہوتی ہے، جلوس کی نہیں، جبکہ یہاں ہمارا نزاع جلوس میں ہے، تورک میں نہیں۔ جب تورّک کی بحث ہوگی تو وہاں اس کا بھی جائزہ لیا جائے گا۔ ان شاء اللہ! زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس حدیث میں جلسہ استراحت کا ذکر نہیں ہے اور مسلمہ قاعدہ ہے کہ عدم ذکر، عدم وجود کو مستلزم نہیں ہوتا۔

حافظ ابن حزم رحمہ اللہ لکھتے ہیں: لا حجة لكم في هذا ، لأنه ليس تذكر جميع السنن في كلّ حديث ، وإن كان لم يذكره أبو حميد فقد ذكره غيره من الصحابة ، ولم يذكر أبو حميد أنّه كان لا يفعل ذلك ، فمن أفهم ذلک في حديث أبي حميد فقد كذب على أبي حميد وعلى رسول الله صلّى الله عليه وسلّم .

"(اے مقلدین!) تمہارے لیے اس میں کوئی دلیل نہیں کیونکہ ہر حدیث میں تمام سنتیں بیان نہیں ہوتیں۔ اگر ابو حمید رضی اللہ عنہ نے یہ بات ذکر نہیں کی تو دوسرے صحابہ نے ذکر کر دی

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

ہے۔ ابو حمید رضی اللہ عنہ نے یہ بھی تو نہیں فرمایا کہ آپ ﷺ ایسا نہیں کرتے تھے۔ جو اس حدیث سے یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے وہ سیدنا ابو حمید رضی اللہ عنہ اور رسول اکرم ﷺ پر جھوٹ باندھتا ہے۔" (المحلّٰی لابن حزم: ۱۲۵/٤)

نیز لکھتے ہیں: والعجب أنهم خالفوا حديث أبي حميد فيما ذكر فيه نصّا، فلم يروه حجة فيما فيه، واحتجوا به فيما ليس فيه، وهذا عجب جدًا.

"تعجب خیز بات یہ ہے کہ ان مقلدین نے اس حدیث میں واضح ثابت شدہ چیز (رفع الیدین) کی مخالفت کی ہے اور اس بارے میں اسے حجت نہیں سمجھا، لیکن اس چیز سے حجت لینے کی کوشش کیسے جو اس میں موجود ہی نہیں۔ یہ بہت ہی تعجب والی بات ہے۔"

(المحلّٰی لابن حزم: ۱۲۵/٤)

③ محمد بن عمرو بن عطاء رحمہ اللہ جو کہ تابعی ہیں، ان سے اس حدیث میں دو ثقہ راویوں محمد بن عمرو بن حلحلہ اور عبدالحمید بن جعفر نے نبی اکرم ﷺ کا تورّک ذکر کیا ہے، جبکہ اکیلے عیسیٰ بن عبداللہ بن مالک نے تورّک کی نفی کی ہے، لہٰذا دو ثقات کی مخالفت کی وجہ سے یہ الفاظ شاذ قرار پائیں گے۔ شاذ الفاظ سے استدلال کیسے درست ہوگا؟ ویسے بھی مثبت کو منفی پر مقدم کیا جاتا ہے۔

معلوم ہوا کہ دیوبندی صاحب کی اس حدیث سے کوئی دلیل نہ بن پائی، بلکہ الٹا رکوع اور رکوع کے بعد والا رفع الیدین ان کے گلے پڑ گیا ہے جس سے یہ منکر ہیں۔

عدم ذکر والی ایک حدیث:

جناب انوار خورشید صاحب مزید لکھتے ہیں: [[عن عبد الرحمن بن غنم أنّ أبا مالك الأشعريّ جمع قومه، فقال: يا معشر الأشعريّين! اجتمعوا واجمعوا نسائكم وأبنائكم، أعلّمكم صلاة النبيّ صلّى الله عليه وسلّم صلّى لنا

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

بالمدينة ، فذكر الحديث بطوله ، وفيه : ثمّ قال سمع الله لمن حمده ، واستوى قائما ، ثمّ كبّر وخرّ ساجدا ، ثمّ كبّر فرفع رأسه ، ثمّ كبّر فسجد ، ثمّ كبّر فانتهض قائما ، الحديث . (مسند احمد ص ۳۴۳ ج ۵)

حضرت عبدالرحمٰن بن غنم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ نے اپنی قوم کو جمع کر کے فرمایا: اے اشعریین کی جماعت! خود بھی جمع ہو جاؤ اور اپنی عورتوں اور بچوں کو بھی جمع کر لو تا کہ میں تمہیں نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی نماز سکھلا دوں جو آپ ہمیں مدینہ منورہ میں پڑھایا کرتے تھے۔ آپ نے پوری حدیث ذکر کی جس میں یہ بھی ہے کہ پھر آپ سمع اللہ لمن حمدہٗ کہہ کر سیدھے کھڑے ہو گئے ، پھر تکبیر کہہ کر سجدے میں چلے گئے ، پھر تکبیر کہہ کر سجدے سے سر اٹھایا، پھر تکبیر کہہ کر سجدہ کیا ، پھر تکبیر کہہ کر سیدھے کھڑے ہو گئے۔]](حدیث اور اہلحدیث : ۴۳۷، ۴۳۸)

تبصرہ: ① اس حدیث میں سرے سے ہی جلسہ استراحت کی ممانعت موجود نہیں ، بدقسمتی سے انوار صاحب عدم ذکر کو عدم وجود سمجھ بیٹھے ہیں ، جبکہ ان کا یہ قیاس نصوص کی موجودگی میں مردود ہے۔ ہم نے احادیث نبویہ سے صریح طور پر جلسہ استراحت کی مشروعیت ثابت کی ہے ۔ نبی اکرم ﷺ کے عمل کر دکھانے اور امت کو حکم دینے کے باوجود جو شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ جلسہ استراحت نہیں کرنا چاہیے اسے چاہیے کہ وہ کسی صحیح، صریح اور مرفوع روایت سے جلسہ استراحت کی ممانعت ثابت کرے۔

② اگر انوار صاحب کو ثمّ كبّر فانتهض قائما (پھر آپ نے تکبیر کہی اور کھڑے ہو گئے) کے الفاظ سے شبہ پڑ رہا ہے کہ تکبیر کہنے کے بعد آپ بیٹھے نہیں بلکہ سیدھے اٹھ کھڑے ہوئے تھے، جیسا کہ انہوں نے ترجمہ کرتے ہوئے اسے دلیل بنانے کی کوشش کی ہے، یعنی "فاء" کی موجودگی نے ان کے بزعم تکبیر اور اٹھنے کے درمیان میں بیٹھنے

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

کی نفی کر دی ہے تو اسی روایت کے پچھلے الفاظ بھی پڑھ لیں، تسلی ہو جائے گی:

فرفع يديه و كبّر ، فقرأ بفاتحة الكتاب و سورة يسرّهما ...

''انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر تکبیر کہی ، پس سورۃ فاتحہ اور ایک سورت آہستہ آواز سے پڑھی۔''

یہاں بھی کبّر کے بعد ''فاء'' آئی ہے، پھر قراءت کا ذکر ہے۔اس سے یہ تو ثابت نہیں ہوا کہ انہوں نے تکبیر کہتے ہی فاتحہ شروع کر دی، بلکہ انہوں نے رسول اکرم ﷺ کی نماز بتانے کا اعلان کیا تھا اور دوسری صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ آپ تکبیر تحریمہ اور قراءت کے درمیان کچھ فاصلہ فرماتے اور اللّٰهم باعد بيني--- یا کوئی اور دعا پڑھتے تھے۔

معلوم ہوا کہ ''فاء'' ہر وقت تعقیب مع الوصل (بعد والے کام کے فوری وقوع) کے لئے نہیں آتی بلکہ کبھی تھوڑا سا فصل بھی ہوتا ہے، اگر دلائل کی رُو سے اس فصل میں اللّٰهم باعد بيني--- جیسی لمبی دعا پوری پڑھی جا سکتی ہے تو اسی فصل میں دلائل کی رُو سے جلسہ استراحت کیوں نہیں ہو سکتا؟

ایوب سختیانی کے نہ دیکھنے سے دلیل!

انوار خورشید دیو بندی صاحب ایک دلیل یوں ذکر کرتے ہیں:

[[عن أيوب عن ابي قلابة أنّ مالك بن الحويرث قال لأصحابه : ألا أنبئكم صلوة رسول الله صلّى الله عليه وسلّم ، قال : وذاک في غير حين صلوة ، فقام ، ثمّ ركع فكبّر ، ثمّ رفع رأسه ، فقام هنيّة ، ثمّ سجد ، ثمّ رفع رأسه هنيّة ، ثمّ سجد ، ثمّ رفع رأسه هنيّة ، فصلى صلاة عمرو بن سلمة شيخنا هذا ، قال أيوب : كان يفعل شيئا لم أرهم يفعلونه ، كان يقعد في الثالثة أو الرابعة ، الحديث (بخاری: ص ۱۱۳ ج ۱)

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

حضرت ایوب سختیانی رحمہ اللہ حضرت ابو قلابہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت مالک بن حویرث نے اپنے ساتھیوں سے کہا: کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی نماز نہ بتلاؤں؟ حضرت ابو قلابہ کہتے ہیں کہ یہ کوئی فرض نماز کا وقت نہ تھا، چنانچہ آپ کھڑے ہوئے، پھر رکوع کیا اور تکبیر کہی، پھر رکوع کیا اور پھر تکبیر کہی، پھر رکوع سے سر اٹھایا اور تھوڑی دیر ٹھہرے رہے، پھر سجدہ سے سر اٹھایا اور تھوڑی دیر ٹھہرے رہے، پھر آپ نے سجدہ کیا، پھر سجدہ سے سر اٹھا کر تھوڑی دیر ٹھہرے رہے، غرض انہوں نے ہمارے شیخ عمرو بن سلمہ (رضی اللہ عنہ) کی طرح نماز پڑھی، حضرت ایوب سختیانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عمرو بن سلمہ نماز میں ایک ایسا کام کیا کرتے تھے جو میں نے اور لوگوں کو کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ وہ یہ کہ وہ تیسری رکعت کے بعد یا چھوتی رکعت کے شروع میں بیٹھتے تھے۔]] (حدیث اور اہلحدیث : ۴۳۸)

تبصرہ: ① افسوس کی بات ہے کہ جناب موصوف نے کتاب اس لئے لکھی ہے تا کہ اہلحدیث کی حدیث سے مخالفت ثابت کر سکیں، لیکن ایسی احادیث پیش کی ہیں، جن سے ان کا مدعا ثابت نہیں ہو رہا۔ یہی روایت لیجئے اور بتایئے کہ صحیح بخاری جیسی متفق علی صحتہ کتاب کی حدیث سے نبی اکرم ﷺ کے فعل اور حکم کے ثبوت کے بعد اور صحابہ کرام کے اس پر عمل کرنے کے بعد بھی کیا بعد آنے والے لوگوں کے عمل یا مشاہدے کو کوئی حیثیت دی جائے گی؟ ایک راوی کے ایسا کہنے سے کہ میں نے لوگوں کو ایسا کرتے نہیں دیکھا، کیا نبی اکرم ﷺ کا صحیح ثابت شدہ فعل اور حکم منسوخ ہو جائے گا؟

② دوسری بات یہ ہے کہ ابو قلابہ کو مالک بن حویرث نے نبی اکرم ﷺ کی نماز پڑھ کر دکھائی ہے اور اس کے بعد ایوب سختیانی ان کی نماز کو عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ کی نماز سے تشبیہ دے کر بتاتے ہیں کہ عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ بھی جلسہ استراحت کرتے تھے، صاف ظاہر ہے کہ صحابہ کرام نبی اکرم ﷺ کو دیکھ کر یہ عمل بجا لاتے تھے۔ اگر ایوب سختیانی رحمہ اللہ تابعی

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

نے لوگوں کو یہ کرتے نہیں دیکھا تو کیا ہوا؟ نبی اکرم ﷺ سے یہ طریقہ بیان کرنے والا صحابی اپنی روایت کو دوسروں سے بہتر جانتا ہے۔ اس قانون کو آپ بھی بخوبی جانتے ہیں (دیکھیں احسن الکلام از سرفراز صفدر: ۱/۲۶۸)

اب صحابہ تو یہ عمل کر رہے ہیں اور دوسرے صحابہ تصدیق بھی کر رہے ہیں۔ کیا ان صحابہ میں سے کسی کو بھی پتا نہ چل سکا کہ یہ منسوخ ہے؟ الغرض رسول اکرم ﷺ کے صریح قول و فعل کے بعد جلسہ استراحت کی ممانعت کے لئے کوئی صریح اور مرفوع روایت ہی پیش کی جانی چاہیے۔ اتنی صریح احادیث کے خلاف بالکل مبہم روایات پیش کرنا تعصب تو کہلا سکتا ہے، انصاف نہیں۔

عدم ذکر سے عدم وجود کی دلیل!

جناب انوار خورشید دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

[[عن أبي هريرة أنّ رجلا دخل المسجد يصلّي ، ورسول الله صلّى الله عليه وسلّم في ناحية المسجد ، فجاء فسلّم عليه ، فقال له : ارجع فصلّ فإنّك لم تصلّ ، فرجع فصلّى ، ثمّ سلّم ، فقال : وعليك ، ارجع فصلّ فإنّك لم تصلّ ، قال في الثالثة : فأعلمني ، قال : إذا قمت إلى الصلاة فأسبغ الوضوء ، ثمّ استقبل القبلة ، فكبّر واقرأ بما تيسّر معك من القرآن ، ثمّ اركع حتّى تطمئنّ راكعا ، ثمّ ارفع رأسك حتّى تعتدل قائما ، ثمّ اسجد حتّى تطمئنّ ساجدا ، ثمّ ارفع حتّى تستوي و تطمئنّ جالسا ، ثمّ اسجد حتّى تطمئنّ ساجدا ، ثمّ ارفع حتّى تستوي قائما ، ثمّ افعل ذلك في صلاتك كلّها . (بخاری ص ۹۸۶ ج ۲)

حضرت ابو ہریرۃ فرماتے ہیں کہ ایک شخص مسجد نبوی میں داخل ہو کر نماز پڑھنے لگا، رسول اللہ ﷺ مسجد کے ایک گوشہ میں تشریف فرما تھے، وہ شخص نماز سے فارغ ہو کر آپ

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

کے پاس آیا اور سلام کیا، آپ نے فرمایا: واپس جاؤ اور نماز پڑھو کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی، وہ واپس گیا اور دوبارہ نماز پڑھ کر پھر آپ کو سلام کیا، آپ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: واپس جاؤ اور نماز پڑھو کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی، تیسری مرتبہ اس شخص نے عرض کیا کہ مجھے نماز کا طریقہ بتلا دیجئے، آپ نے فرمایا: جب تم نماز کے لئے کھڑے ہوتو پہلے اچھی طرح وضو کرو، پھر قبلہ رو ہو کر تکبیر کہو اور جتنا آسانی سے قرآن پڑھ سکو پڑھو، اس کے بعد اطمینان سے رکوع کرو، پھر سر اٹھا کر سیدھے کھڑے ہو جاؤ، پھر اطمینان سے سجدہ کرو، پھر سجدہ سے اٹھ کر اطمینان سے بیٹھ جاؤ، پھر اطمینان سے سجدہ کرو، پھر سجدہ سے اٹھ کر سیدھے کھڑے ہو جاؤ اور اسی طرح ساری نماز میں کرو۔]‹حدیث اور اہلحدیث: ۴۳۹)

نیز جناب محمد سرفراز خاں صفدر حیاتی دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

"جمہور کا استدلال بخاری ص ۹۸۶ ج ۲ کی اس مرفوع روایت سے ہے جو حضرت ابو ہریرۃ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے مسیئ الصلوۃ حضرت خلاد بن رافع کو نماز کی تعلیم کا طریقہ بتلایا، جس میں پہلی رکعت میں پہلا سجدہ کرنے کے بعد فرمایا: ثم اسجد حتی تطمئن ساجدا ، ثم ارفع حتی تستوی قائما ، الحدیث . اس میں دوسرے سجدہ کے بعد سیدھا کھڑا ہونے کا حکم دیا ہے اور حدیث بھی قولی ہے۔"

(خزائن السنن از صفدر: ۱۱۶/۲)

تبصرہ: ① صفدر صاب کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ سیدھا ہو کر کھڑا ہونے کا حکم، جلسہ استراحت سے منع تو نہیں کرتا۔ صرف عدم ذکر کو عدم وجود پر محمول کرنا صریح جہالت ہے۔

ذرا ایمان سے بتلائیں کہ پہلی تکبیر تحریمہ کے ساتھ رفع الیدین آپ کرتے ہیں یا نہیں؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو اس روایت میں عدم ذکر کی وجہ سے وہ کیوں منسوخ

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

نہیں ہوا؟

② اگر آپ کہیں کہ دوسری روایات میں پہلی دفعہ رفع الیدین ثابت ہو جاتا ہے تو آیئے ہم دوسری روایات سے نہیں، بلکہ اسی روایت کی دوسری سند سے صحیح بخاری میں ہی آپ کا جلسہ استراحت کے لئے حکم دینا ثابت کر دیتے ہیں اور حدیث بھی قولی ہی ہوگی، اس کے بعد بھی اگر آپ نہ مانیں تو یہ تقلید کا کرشمہ ہوگا، نہ کہ حدیث پر عمل۔

الفاظ ملاحظہ ہوں: ثمّ ارکع حتّی تطمئنّ راکعا ، ثمّ ارفع حتّی تستوی قائما ، ثمّ اسجد حتّی تطمئنّ ساجدا ، ثمّ ارفع حتّی تطمئنّ جالسا ، ثمّ اسجد حتّی تطمئنّ ساجدا ، ثمّ ارفع حتّی تطمئنّ جالسا ، ثمّ افعل ذلک فی صلاتک کلّها . ''پھر آپ اطمینان سے رکوع کریں، پھر رکوع سے سر اٹھائیں تو اطمینان سے کھڑے ہوں، پھر اطمینان سے سجدہ کریں، پھر سجدے سے سر اٹھائیں تو اطمینان سے بیٹھ جائیں اور اپنی پوری نماز میں اسی طرح اطمینان اختیار کریں۔''(٦٢٥١)

اتنی سی بات تھی جو صفدر اور انوار صاحبان کی سمجھ میں نہ آسکی کہ جب ابو اسامہ، عبیداللہ سے بیان کرتے ہیں تو اختصار سے کام لیتے ہوئے وہ الفاظ ذکر نہیں کرتے لیکن جب عبداللہ بن نمیر، عبیداللہ سے بیان کرتے ہیں تو ان الفاظ کو بھی ذکر کر دیتے ہیں۔

ثابت ہوا کہ جس طرح سیدھا ہو کر کھڑا ہونے کا حکم ہے، بالکل اسی طرح جلسہ استراحت کا بھی حکم قولی اسی حدیث سے ثابت ہے۔

خلفائے راشدین کا غیر ثابت شدہ اور مبہم عمل!

فاضل وفاق المدارس العربیہ پاکستان جناب انوار خورشید صاحب ''خلفاء راشدین جلسہ استراحت نہیں کرتے تھے'' کی سرخی جماتے ہوئے لکھتے ہیں:

[عن الشعبی انّ عمرو علیّا واصحاب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کانوا ینھضون فی الصلاۃ علی صدور اقدامھم . (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۹۴ ج ۱)

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

حضرت امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر، حضرت علی رضی اللہ عنہما اور رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام نماز میں اپنے قدموں کے پنجوں کے بل کھڑے ہوا کرتے تھے۔]] .

(حدیث اور اہلحدیث: ۴۴۱)

تبصرہ: جناب انوار صاحب نے سرخی تو جما دی، لیکن کاش کہ وہ ایسا کرنے سے پہلے اس روایت کی سند چیک کر لیتے۔اس میں کئی علتیں موجود ہیں:

① اس کی سند میں عیسیٰ بن میسرۃ راوی سخت "ضعیف و متروک" ہے۔ اس کے بارے میں توثیق کا ایک لفظ بھی ثابت نہیں۔

۱) امام یحییٰ بن سعید رحمہ اللہ اسے پسند ہی نہ کرتے تھے، وہ اسے سیئ الحفظ اور منکر الحدیث کہتے تھے، نیز اس سے روایت نہیں لیتے تھے۔

۲) امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ **لیس بشئ** یعنی یہ فنِ حدیث میں کسی کام کا نہیں ہے۔

۳) امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے بھی اس کے بارے میں یہی فرمایا ہے۔

۴) عمرو بن علی فلاس رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **متروک الحدیث، ضعیف الحدیث جدًا**، یعنی محدثین نے اس سے حدیث لینا چھوڑ دیا تھا، اس کی حدیث سخت ضعیف ہوتی ہے۔

۵) امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **لیس بالقوی، مضطرب الحدیث**، یعنی حدیث میں مضبوط نہیں نیز اس کی احادیث مضطرب ہیں۔

② عامر شعبی رحمہ اللہ کا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے سماع ہی ثابت نہیں۔

(دیکھیں تہذیب الکمال اور المراسیل لابن ابی حاتم وغیرھما من الکتب)

③ اس روایت میں جلسہ استراحت کی ممانعت کا کوئی اشارہ بھی نہیں ہے۔

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

قارئین خود غور فرمائیں کہ ایک صحیح ثابت شدہ سنت اور آپ کے حکم مبارک کے مقابلے میں بالاتفاق "ضعیف و متروک" راویوں کی مبہم روایات پیش کر کے خلفاء راشدین کے نام پر لوگوں کی آنکھوں میں دھول ڈالنا کن لوگوں کا کام ہو سکتا ہے؟ یہ حدیث کی موافقت ہے یا مخالفت؟

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا "ضعیف" اثر!

جناب انوار خورشید دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

[[حضرت عبداللہ بن مسعود بھی جلسہ استراحت نہیں کرتے تھے: عن عبدة بن ابی لبابة قال: سمعت عبداللہ بن یزید یقول: رمقت عبداللہ بن مسعود فی الصلاۃ فرأیته ینهض ولا یجلس، قال: ینهض علی صدور قدمیه فی الرکعة الأولی والثالثة. (معجم طبرانی کبیر ص ۲۶۶ ج ۹ و سنن کبری بیہقی ص ۱۲۵ ج ۲)

عبدۃ بن ابی لبابہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو نماز میں بغور دیکھا، میں نے دیکھا کہ آپ پہلی اور تیسری رکعت کے بعد سیدھے کھڑے ہو جاتے ہیں بیٹھتے نہیں۔ عبدالرحمٰن بن یزید کہتے ہیں کہ آپ اپنے قدموں کے پنجوں کے بل کھڑے ہوتے تھے پہلی اور تیسری رکعت کے بعد۔]] (حدیث اور اہلحدیث: ۴۶۱)

تبصرہ: ① انوار صاحب اور ان کے روحانی پیشواؤں کی بیان کردہ یہ روایت بھی ضعیف ہونے کی وجہ سے نا قابل استدلال ہے:

① معجم کبیر طبرانی کی سند میں عبدالرزاق اور سفیان بن عیینہ دونوں مدلس ہیں۔

② سنن کبریٰ کی سند میں بھی سفیان بن عیینہ کی تدلیس موجود ہے۔

لہٰذا مقلدین کی یہ دلیل بھی قابل التفات نہیں۔

③ اگر بالفرض یہ روایت صحیح بھی ہو تو سیدنا ابن مسعود کا جلسہ استراحت نہ کرنا ان کی لاعلمی پر محمول ہوگا، ورنہ آپ سے رکوع میں تطبیق یعنی دونوں ہاتھوں کو جوڑ کر گھٹنوں

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

کے درمیان رکھنا صحیح مسلم میں ثابت ہے۔کیا اس وجہ سے آپ رکوع میں گھٹنوں کے اوپر ہاتھ رکھنا چھوڑ دیں گے؟ فما هو جوابكم فهو جوابنا !

سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا مبہم عمل!

جناب انوار خورشید دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

[[حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بھی جلسہ استراحت نہیں کرتے تھے۔

عن وهب بن كيسان قال : رأيت ابن الزبير إذا سجد السجدة الثانية قام كما هو على صدور قدميه . (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۹۴ ج ۱)

حضرت وہب بن کیسان رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ جب دوسرا سجدہ کر لیتے تو اپنے پاؤں کے پنجوں کے بل جیسے ہوتے ویسے ہی کھڑے ہو جاتے۔]] (حدیث اور اہلحدیث : ۴۴۲)

تبصرہ: اس روایت میں بھلا جلسہ استراحت کی ممانعت کہاں ہے؟ یہ مقلدین ہی کا خاصہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح احادیث سے آپ کے فعل مبارک اور فرمان کے ثابت ہو جانے کے بعد بھی محض تقلید کو بچانے کے لئے صحابہ کرام سے ایسی مبہم روایات پیش کرتے ہیں جن میں متعلقہ مسئلہ زیر بحث ہی نہیں۔اگر مقلدین میں ہمت ہے تو کوئی صحیح ،صریح اور مرفوع روایت پیش کر کے اپنا مدعا ثابت کریں کیونکہ جیسے سنت ہونا نبی سے ثابت ہوتا ہے اسی طرح ممانعت بھی آپ سے ہی ثابت ہو گی نہ کہ صحابہ کرام میں سے کسی کے مبہم اور غیر صریح عمل سے۔

اگر دو سجدوں کے بعد آدمی اپنی ایڑھیوں پر ہی بیٹھ جائے جیسا کہ بین السجدتین ایسا کرنا بعض حالات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے تو اٹھنے پر وہ قام كما هو على صدور قدميه (جیسے تھا ویسے ہی پاؤں کے پنجوں پر کھڑا ہو گیا) کا مصداق ہی ہو

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

گا۔ہماری یہ بات بے دلیل نہیں بلکہ سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے دو سجدوں کے درمیان ایسا بیٹھنا ثابت بھی ہے۔دیکھیں (السنن الکبری للبیھقی : ۱۱۹/۲)

اب تو بالکل واضح ہو گیا کہ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے ترکِ جلسہ استراحت ثابت کرنا تقلیدی ذہن کی اختراع ہے ۔ہمارا مقلدین سے سوال ہے کہ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ عورتوں پر بھی ریشم پہننا حرام سمجھتے تھے۔(سنن نسائی :۴/ ۲۰۰، وسندہ صحیح)

اگر آپ ان کی بات مانتے ہیں تو کیا ان کے اس موقف کو بھی حجت سمجھتے ہیں ؟ اگر نہیں تو یہاں ان کے نام پر شور کیوں ڈالتے ہیں؟

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا مبہم عمل !

جناب انوار خورشید دیوبندی صاحب مزید لکھتے ہیں :

[[حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی جلسہ استراحت نہیں کرتے تھے :

عن نافع عن ابن عمر أنّه كان ينهض في الصلاة على صدور قدميه (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۹۴ ج ۱)

حضرت نافع حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ وہ نماز میں اپنے پاؤں کے پنجوں کے بل کھڑے ہوتے تھے۔]](حدیث اور اهلحدیث : ۴۴۲)

تبصرہ : یہ روایت بھی غیر صریح ہونے کی وجہ سے ترکِ جلسہ استراحت پر دلیل نہیں بن سکتی جیسا کہ ہم بار بار بیان کر آئے ہیں۔

دو اور صحابہ کرام کا مبہم عمل !

جناب انوار دیوبندی صاحب مزید لکھتے ہیں :

[[حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہم بھی جلسہ استراحت نہیں کرتے تھے۔

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

ثنا سلیمان الاعمش قال : رأیت عمارة بن عمیر یصلّی من قبل ابواب کندة ، قال : فرأیته رکع ، ثمّ سجد ، فلمّا قام من السجدة الأخیرة قام کما هو ، فلمّا انصرف ذکرت ذلک له ، فقال : حدّثنی عبدالرحمن بن یزید انّه رای عبدالله بن مسعود یقوم علی صدور قدمیه فی الصلاة ، قال الأعمش : فحدّثت بهذا الحدیث إبراهیم النخعیّ ، فقال إبراهیم : حدّثنی عبدالرحمن بن یزید أنّه رای عبدالله بن مسعود یفعل ذلک ، فحدّثت به خیثمة بن عبدالرحمن ، فقال : رأیت عبدالله بن عمر یقوم علی صدور قدمیه ، فحدّثت به محمّد بن عبدالله الثقفیّ ، فقال : رأیت عبدالرحمن بن أبی لیلی یقوم علی صدور قدمیه ، فحدّثت به عطیّة العوفیّ ، فقال : رأیت ابن عمر وابن عبّاس وابن الزبیر وأبا سعید الخدریّ رضی الله عنهم یقومون علی صدور أقدامهم فی الصلوة . (سنن الکبری للبیہقی: ص ۱۲۵ ج ۲)

امام اعمش رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے عمارہ بن عمیر کو ابواب کندہ کی جانب نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ آپ نے رکوع کیا پھر سجدہ کیا، جب آپ دوسرے سجدے سے اٹھے تو جیسے تھے ویسے ہی کھڑے ہوئے۔ آپ نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے اس کا تذکرہ کیا۔ آپ نے مجھے فرمایا: مجھے عبدالرحمٰن بن یزید نے حدیث بیان کی ہے کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود کو دیکھا ہے کہ وہ نماز میں اپنے قدموں کے پنجوں کے بل کھڑے ہوتے تھے۔ امام اعمش کہتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث ابراہیم نخعی سے بیان کی۔ انہوں نے فرمایا کہ مجھے بھی عبدالرحمٰن بن یزید نے حدیث بیان کی ہے کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ امام اعمش کہتے ہیں: پھر میں نے یہ حدیث خیثمہ بن عبدالرحمٰن سے بیان کی تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر کو دیکھا ہے کہ وہ اپنے قدموں کے پنجوں کے بل کھڑے ہوتے تھے۔ امام اعمش کہتے

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

ہیں کہ میں نے یہ حدیث محمد بن عبداللہ ثقفی کو بیان کی تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کو دیکھا ہے کہ وہ بھی اپنے قدموں کے بل ہی کھڑے ہوتے تھے۔ امام اعمش کہتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث عطیہ عوفی سے بیان کی تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن زبیر اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہم کو دیکھا ہے کہ وہ نماز میں اپنے پاؤں کے پنجوں کے بل ہی کھڑے ہوتے تھے۔]]

(حدیث اور اہلحدیث از انوار خورشید : ۴۴۲۔۴۴۱)

تبصرہ: ① اس روایت میں سیدنا عبداللہ بن عباس اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہم سے جلسہ استراحت کا ترک بالکل ثابت ہی نہیں ہوتا۔ کما مرّ غیر مرّۃ۔

② انوار صاحب کے خوابوں کے محل اسی وقت چکنا چور ہو جائیں گے، جب ہم اس روایت کو ذکر کرنے کے بعد امام بیہقی رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کردیں گے:

و عطیۃ العوفی لا یحتج بہ . یعنی عطیہ عوفی راوی قابل حجت نہیں ہے۔

دیکھیں کتنا دجل ہے یا مطالعہ کا فقدان ہے کہ سنن کبریٰ بیہقی سے اپنے مطلب کی بات فوراً اچک لی لیکن چار سطریں آگے نہ پڑھ سکے۔

عطیہ عوفی راوی جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔ امام سفیان ثوری اور امام ہشیم اس کو ضعیف، امام ابو زرعہ لین، امام نسائی اور امام ابو حاتم ضعیف کہتے ہیں۔ امام ابن عدی اور جوزجانی اسے ضعیف اور تشیع کی طرف مائل لکھتے ہیں، امام ابن حبان نے اسے ضعفاء میں ذکر کیا ہے۔ مفصل جرح کے لیے تہذیب الکمال اور الجرح والتعدیل کی طرف رجوع فرمائیں۔

قارئین غور فرمائیں کہ ایک صحیح ثابت شدہ سنت سے جان چھڑانے کے لئے ایسے ضعیف راویوں کی مبہم روایات پیش کرنا حدیث کی موافقت ہے یا مخالفت؟

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

عام صحابہ کرام کا غیر ثابت شدہ اور مبہم عمل!

فاضل وفاق المدارس العربیۃ پاکستان جناب انوار خورشید صاحب لکھتے ہیں:

[[عام صحابہ کرام جلسہ استراحت نہیں کرتے تھے:

عن النعمان بن أبی عیّاش قال : أدرکت غیر واحد من أصحاب النبیّ صلّی اللہ علیہ وسلّم ، فکان إذا رفع رأسہ من السجدۃ فی أوّل رکعۃ والثالثۃ قام کما ھو ولم یجلس . (مصنف ابن ابی شیبہ: ص ۳۹۵ ج ۱)

حضرت نعمان بن ابی عیاش رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے بے شمار صحابہ کرام کو پایا ہے کہ وہ جب پہلی اور تیسری رکعت کے سجدے سے اپنا سر اٹھاتے تھے تو ویسے ہی سیدھے کھڑے ہو جاتے بیٹھتے نہیں تھے۔" (حدیث اور اہلحدیث : ٤٤٤)

تبصرہ: ① اس روایت کی سند محمد بن عجلان کی تدلیس کی وجہ سے "ضعیف" ہے۔ ابن عجلان کو امام طحاوی حنفی نے بھی "مدلس" کہا ہے

(مشکل الآثار للطحاوی : ١/١٠٠)

لہٰذا اس سے استدلال اصلاً باطل ہے۔

اس کے بعد جناب خورشید صاحب نے کچھ تابعین کا عمل بھی ذکر کیا ہے۔ اس کا جائزہ ہم آیندہ قسط میں لیں گے۔ إن شاء اللہ!

گزشتہ بحث سے یہ بات تو روزِ روشن کی طرح عیاں ہو چکی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ اور صحابہ کرام سے جلسہ استراحت کا سنت ہونا صریح طور پر ثابت ہے جبکہ اس کی ممانعت رسولِ کریم ﷺ اور کسی بھی صحابی سے ثابت نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حق کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے! آمین

جاری ہے۔۔۔۔۔



Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

Monthly ZARB-E-HAQ Sargodha

اغراض و مقاصد

قرآن وحدیث، اجماعِ امت اور اجتہادِ شرعی کی ترویج واشاعت

صحیح احادیث کا پرچار اور ضعیف سے قطعی اجتناب

عقیدۂ توحید (توحیدِ الوہیت، توحیدِ ربوبیت اور توحید الاسماء والصفات) کا محدثین

کے منہج کے مطابق احیاء وترویج

باطل اور گمراہ فرقوں کا مدلل ومبرہن ردّ

صحابہ کرام اور محدثین وائمہ دین کے ساتھ محبت کی رغبت

خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے عہد کی طرح مثالی اور اسلامی معاشرہ کا قیام

جیسا کہ

امام عبدالرحمٰن بن عمرو الاوزاعی رحمہ اللہ (م ۱۵۷ھ) فرماتے ہیں:

علیک بآثار من السّلف وإن رفضک النّاس ، وإیّاک ورأی الرّجال وإن زخرفوہ بالقول ، فإنّ الأمر ینجلی وأنت علی طریق مستقیم .

''تو سلف (محدثین) کے آثار کو لازم پکڑ، اگرچہ تجھے لوگ چھوڑ دیں، تو (بدعتی) لوگوں کی آراء سے بچ، اگرچہ وہ ان کو باتوں کے ساتھ مزین کریں، کیونکہ بلاشبہ معاملہ صاف ہے اور تو صراطِ مستقیم پر ہے۔'' (شرف اصحاب الحدیث للخطیب : ٦، الشریعة للآجری : ۱۲۷، وسندہٗ صحیح)

قارئین کرام! ماہنامہ ''ضربِ حق'' آپ کا اپنا مجلّہ ہے۔ اس کی سلسلہ وار اور بخوبی اشاعت کے لیے دامے، درمے، سخنے، قدمے، قلمے تعاون فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

انٹرنیٹ پر ضربِ حق پڑھنے کے لئے
WWW. AL-SUNNAH.IRCPK.COM